بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

فَوَيۡلٌ لِّلۡمُصَلِّيۡنَ. الَّذِيۡنَ هُمۡ عَنۡ صَلَاتِهِمۡ سَاهُوۡنَ.

خرابی ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔

دل کی نماز

قرآن و حدیث اور سائنس کی روشنی میں

نورِ نگاہِ پیرفہمی حضرت خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری معروف پیر مدظلہ العالی

DIL KI NAMAZ - URDU

اہلِ سلسلہ حضرت پیرفہمی مدظلہ العالی کے خدمات

Khakpaye Peer Fehmi Khwaja Shaikh
Mohammed Farooque Shah Qadri Al-Chishti Iftekhari
MAROOF PEER A.A.

Bhagat Singh Nagar No.1, Link Road, Garegaon (W),
Mumbai - 400104. Mob.. : 9324832490.

website : www.maroofpeer.com / Email : maroofpeer@maroofpeer.com

Designing & Printing by Meraj Nawaz Shah Qadri : 977 3039 800.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ. الَّذِیْنَ
هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ.

خرابی ہے اُن نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔

دل کی نماز

قرآن و حدیث اور سائنس کی روشنی میں

مصنف :
نورِ نگاہِ پیر فہمی حضرت خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری
معروف پیر مدظلہ العالی

منجملہ حقوق بحقِ مصنف محفوظ ھیں

ارکان

کتاب کا نام	:	دل کی نماز
مصنف	:	خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری معروف پیر
نوعیتِ اشاعت	:	بارِ اوّل
تعدادِ اشاعت	:	۵۰۰ (پانچ سو)
بموقعِ اشاعت	:	جشنِ غوث الوریٰؓ و خواجہ غریب نوازؒ و سرکار پیر عادل بیجاپوریؒ
تاریخِ اشاعت	:	۲۸/اپریل ۲۰۱۲ء بمطابق ۶/جمادی الثانی ۱۴۳۳ء
طابع و ناشر	:	پیر معروف انتظامیہ کمیٹی
کمپوٹر کمپوزنگ	:	سید محمد معراج نواز شاہ قادری (9773039800)
ٹائپنگ	:	عمران قادری، بیجاپور
قیمتِ کتاب	:	-/۱۵۰/روپے

Publisher

Maroof Peer Publication, Mumbai.

کتاب ملنے کے پتے

- حضرت پیر فہمی، خانقاہِ قادری الچشتی عادل فہمی نوازی،
  عادل نگر، آکاش وانی گیٹ نمبر ۷، مالونی کالونی، ملاڈ (ویسٹ)، ممبئی ۹۵

- حضرت معروف پیر، خانقاہِ فہمی نوازی
  بھگت سنگھ نگر نمبر ۱، لنک روڈ، گوریگاؤں (ویسٹ)، ممبئی ۱۰۴۔

- عبداللہ شاہ قادری، خانقاہِ پیر معروف
  غریب نواز نگر، کوکری آگار، ایس۔ ایم۔ روڈ، انٹاپ ہل، ممبئی ۳۷۔

- شیخ شاہین شاہ قادری حیدرآبادی، خانقاہِ پیر معروف
  ہاؤس نمبر 9-8-109/A/76، گول کنڈا، صالح نگر، کنچہ، حیدرآباد۔

- سید منصور علی قادری
  پلاٹ نمبر 64/C، ایم۔ ایل۔ اے۔ کالونی، روڈ نمبر ۱۲، بنجاراہل، حیدرآباد۔

- محمد مولا علی شاہ قادری، خانقاہِ پیر معروف
  B2/10/2، سیکٹر نمبر 15، واشی، نئی ممبئی ۷۰۳۔

- محمد ساجد شاہ قادری، خانقاہِ پیر معروف
  حوابی کی چال، عیدگاہ میدان، جوگیشوری (ایسٹ)، ممبئی ۶۰۔

- مرکزِ بیجاپور، عمران قادری، آثار گلی، نزد روشن دروازہ، بیجاپور۔

INTERNET

OUR WEBSITE
www.maroofpeer.com
www.peerfehmi.com
www.peermaroof.com

OUR BLOGS ON BLOGGER
www.maroofpeer.blogspot.com
www.peermaroof.blogspot.com
www.sarkarmaroofpeer.blogspot.com
www.peerfehmi.blogspot.com
www.sarkarpeeraadilbijapuri.blogspot.com
www.sarkarbadshahquadeerallah.blogspot.com
www.hazratwatanshahqibla.blogspot.com

OUR BLOGS ON WORDPRESS
www.maroofpeer.wordpress.com
www.peermaroof.wordpress.com
www.sarkarpeerfehmi.wordpress.com

YOU TUBE CHANNELS
www.youtube.com/maroofpeer
www.youtube.com/peermaroof
www.youtube.com/sarkarmaroofpeer
www.youtube.com/sarkarpeermaroof
www.youtube.com/sarkarpeerfehmi
www.youtube.com/miracleofislam92
www.youtube.com/user/sufimuraqbah

ON FACEBOOK
www.facebook.com/maroofpeer92
www.facebook.com/peermaroof

EMAIL ID
maroofpeer@yahoo.com
peermaroof@yahoo.com
maroofpeer@maroofpeer.com
peermaroof@maroofpeer.com

فہرست

(۱)	انتساب	9
(۲)	کلام حضرت پیر عادل بیجاپوریؒ	10
(۳)	افکارِ صوفیہ	13
(الف)	جواب فتویٰ اول	16
(ب)	جواب فتویٰ دوم	20
(۴)	دورِ حاضر	32
(۵)	قائم نماز	34
(۶)	انبیاء علیہم السلام کی فکر	41
(۷)	امت کے لئے بہترین عمل	43
(۸)	زمان ومکان	44
(۹)	شعور اور لاشعور کیا ہے؟	47
(۱۰)	معراج المومنین	50
(۱۱)	نماز میں حضورِ قلب	53
(۱۲)	محبوبین کی نماز	54
(الف)	سرکارِ دوعالم ﷺ کی نماز	54
(ب)	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز	55

(ج)	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز	55
(د)	حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نماز	56
(ھ)	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز	56
(و)	حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نماز	57
(ز)	حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کی نماز	57
(ح)	حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نماز	58
(ط)	حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز	58
(ی)	حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہ کی نماز	59
(ک)	حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کی نماز	59
(۱۳)	ہر مرض کی دوا ہے۔	61
(۱۴)	نماز میں خیالات کی یلغار	65
(۱۵)	اذان کی اہمیت	67
(۱۶)	طریقت کا وضو	69
(۱۷)	وضو کی سائنسی توجیہ	70
(الف)	ہاتھ دھونا	71
(ب)	کلی کرنا	71
(ج)	ناک میں پانی ڈالنا	72
(د)	چہرہ دھونا	74

(ھ)	کہنیوں تک ہاتھ دھونا	74
(و)	سر کا مسح کرنا	75
(ز)	گردن کا مسح کرنا	76
(ح)	پیروں کا مسح کرنا یا دھونا	76
(۱۸)	ارکان نماز کی سائنسی وضاحت	78
(الف)	نیت باندھنا	79
(ب)	سینے پر ہاتھ رکھنا	81
(ج)	رکوع کرنا	81
(د)	سجدہ اور ٹیلی پیتھی	83
(ھ)	جلسہ وقعود	85
(۱۹)	دعا مانگنے کا طریقہ	86
(۲۰)	اوقات نماز کی وضاحت	87
(الف)	فجر کی نماز	87
(ب)	ظہر کی نماز	89
(ج)	عصر کی نماز	90
(د)	مغرب کی نماز	91
(ھ)	عشاء کی نماز	92
(۲۱)	خواب میں پیشنگوئیاں	95

(۲۲)	نماز اور تندرستی	97
(الف)	بلڈ پریشر	98
(ب)	گھٹیا کا علاج	99
(ج)	جگر کے امراض	100
(د)	السر کا علاج	101
(ھ)	جملہ دماغی امراض	102
(و)	چہرے پر جھریاں	102
(ز)	جنسی امراض	103
(ح)	سینے کے امراض	103
(۲۳)	نماز ذکر ہے۔	104
(۲۴)	نام احمد شکل نماز ہے۔	107
(۲۵)	کیا آپ جانتے ہیں؟	109

اظہارِ تشکر : میں تمام خلفاء کرام و مریدین و عاشقین کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنھوں نے میری حوصلہ افزائی اور دام، درم، سخن، قدم میری مدد کی بالخصوص ’’جناب سید منصور علی قادری‘‘ و ’’جناب عثمان بن سلیمان قادری‘‘ کا جنھوں نے کتابِ ھٰذا کی چھپائی میں بھرپور ذرّہ تعاون فرمایا۔ لہٰذا میں تمام محسنین کے لئے بارگاہِ بے نیاز میں دعا گو ہوں کہ اپنے فیض و کرم سے تمام کو نوازے۔ امین

فقط دعا گو : خاکپائے پیر فہمی خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری معروف پیر عفی عنہ

انتساب

الحمدللہ رب العلمین۔ درود ہو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پر اور رحمتیں بے شمار ہوں اولیاء کرام وصوفیاء عظام پر جنہوں نے قربانی پیش کی۔ جس کی وجہ سے آج اسلام میں تابانیاں ہیں۔ اور آج صوفیاء کرام کے سینے میں روشنیاں ہیں۔

کتابِ ھٰذا کا مقصد لوگوں میں صوفیاء کرام کے خلاف پھیلی ہوئی بدگمانیوں کو دور کرنا ہے۔ اور علماء خشک کو بے نقاب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک صاحب لولاک آقائے نامدار مدنی تاجدار احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ ﷺ کے صدقے میں اور تمام اولیاء کرام کے طفیل اس کتاب کو کامیابی وکامرانی عطا فرمائے۔ امین۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اولیاء کرام کا ادب واحترام اور صوفیاء کرام کی مقدس تعلیمات سے سینوں کو روشن کریں تاکہ اس روشنی میں من عرف نفسہ فقد عرف ربہ کے منزلوں کو طے کرسکیں۔ میں یہ کتاب ''دل کی نماز'' اپنے پیرِ کامل سلطان الطریقت گنج الحقیقت برہان المعرفت تاج الاولیاء پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ شیخ محمد عبدالرؤف شاہ قادری الچشتی افتخاری پیر فہمی مدظلہ العالی دامت برکاتہم کی بارگاہِ ولایت میں نذر کرتا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز وشرف

خاکپائے پیر فہمی خواجہ شیخ محمد فاروق شاہ قادری الچشتی افتخاری فہمی نوازی

معروف پیر عفی عنہ

کلام حضرت پیر عادل بیجاپوریؒ

پڑھو نماز مسلماں چلو نماز پڑھو
لگاؤ سینے سے قرآں چلو نماز پڑھو

خدا کے حکم کی تعمیل سب کرو بندے
ہے آنکھ پھر بھی مگر بن گئے ہو تم اندھے

حرام مال کمانے کے چھوڑ دو دھندے
جھکاؤ سر کو تم اپنے چلو نماز پڑھو

مسلماں نام کے ہرگز نہیں مسلماں تم
خدا نبی کا کرو ذکر سانس میں ہر دم

وگر نہ روزِ قیامت کروگے تم ماتم
خدا کے خوف سے ناداں چلو نماز پڑھو

اگرچہ ہے تو مسلماں تو مومن بن جا
خدا کے آگے سدا سر کو تو جھکائے جا

مٹا کے 'میں' کو عبادت میں نام کر لیجا
تو ہوگا خوش میرا یزداں چلو نماز پڑھو

کہا تو مان لے مہتاب شیخ سے جاہل
اگر نہ مانے تو محفل سے چل نکل جاہل

نبی کے کلمے سے روشن تیرا نہیں دل
یہ باتیں ہیں جو مسلماں چلو نماز پڑھو

نمازیوں کے گھروں میں خدا کی رحمت ہے
اور بے عمل کے گھروں میں سدا کی لعنت ہے

پیر عادلؔ کی دل میں الفت ہے
کرو تلاوتِ قرآں چلو نماز پڑھو

(بحوالہٗ آئینہ عادلؔ صفحہ ۱۲۹)

اقیموا الصلوٰۃ

جو کلمہ گو ہیں رکھتے ہیں اُلفت نماز سے
مومن وہی جو رکھتا ہو نسبت نماز سے

معراجِ بندگی کہتے ہیں جسے اہلِ دل
وہ چیز ہوگی تجھ کو عنایت نماز سے

ہوتی ہے خاص رحمتیں اہلِ سجود پر
فضلِ خدا سے بنتی ہے قسمت نماز سے

جو بے نمازی ہے وہ مسلمان ہی کہاں
اسلام کی ہے شان سلامت نماز سے

ہے قابلِ مثال نمازی کی زندگی
چھٹتی ہے ہر برائی کی عادت نماز سے

پڑھتا ہے جو نماز جماعت کے ساتھ ساتھ
ہوتی ہے اس کے گھر میں بھی برکت نماز سے

پیر عادلؔ ایک سجدے میں پوری نماز ہو
تکمیل ایسے ہوگی عبادت نماز سے

(بحوالہ کلام میزانِ عادلؔ صفحہ ۱۰۲)

افکارِ صوفیہ

صوفیہ کرام نے ہر دور میں اسلام کی جو خدمت کی ہے۔اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔صوفیہ کرام نے ان پہلوؤں کو بھی کھولا ہے جو قرآن مجید اور حدیث شریف میں مخفی تھیں۔جیسے کہ سرکارِ دوجہاں ﷺ نے فرمایا قرآن مجید کے لئے معنیٰ کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ایک ظاہری معنیٰ اور ایک باطنی معنیٰ۔ پھر باطنی کے لئے اور ایک باطنی معنی پھر باطنی کے لئے اور ایک باطنی معنی۔اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے ستر ۷۰ معنی بیان فرمائے ہیں۔

علماءِ خشک جن کی عقلیں ظاہری معنی کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔تو وہ باطنی معنی کو کیا سمجھیں گے۔

یہ علماءِ خشک جو چشم باطن سے کورے ہوتے ہیں۔جو بلا تحقیق و تصدیق صوفیہ کرام کو جن القاب سے نوازتے ہیں۔وہ اہلِ حق پر واضح ہے۔یہ کتاب علماءِ خشک کی چشم کور کو دور کرنے کے لئے ڈراپ (دوا) کا کام کرے گی۔

بہر کیف اکثر لوگ لمبی ٹوپی پہننے والے لمبی زلفیں رکھنے والے اور لمبا جبّہ پہننے والوں کو صوفی سمجھتے ہیں۔اس طرح کی خیالی تصویر اپنے ذہن میں نقش کرلیتے ہیں۔مگر صوفی سراپا محبت کا نام ہے۔صوفی کا مذہب محبت ہے۔صوفی

کوٹ پینٹ میں بھی ہوسکتا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ صوفیہ کرام کے لباسِ ظاہرہ میں بھی کچھ راز پوشیدہ ضرور ہے۔گویا یہ لباس ایک طریقہ کا امتحان بھی ہے کہ جو شخص صوفی بننا چاہتا ہے وہ کپڑے بدلنے کو تیار نہیں ہے۔تو اپنی روحانیت کو کیا بدلے گا۔ایسا نہیں ہے کہ لمبی زلفیں لمبی ٹوپی اور لمبا جبّہ پہن کر صوفی اپنی مستی میں مست رہتا ہے۔بلکہ اسے دنیا کی ہستی کی بھی خبر ہوتی ہے۔ اسی لئے میری نظر میں صوفی ایک سوپر سائنٹسٹ بھی ہوتا ہے۔اس بات کو میں نے اپنی کتابوں سے بھی ثابت کیا ہے۔حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ جو اسلام کے بہترین صوفی ہیں۔ جنھوں نے سب سے پہلے قوتِ جاذبہ (Gravity) کے بارے میں لوگوں کو روشناس کیا۔مگر لوگ اس نظریہ کو نیوٹن کی کھوج کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔جبکہ حضرت مولانا رومؒ کا زمانہ آج سے آٹھ صدی قبل کا ہے۔اور نیوٹن کو چار سو سال ہی گزرے ہیں۔اہلِ عقل اپنے عقل کی روشنی میں خود فیصلہ کریں کہ قوت جاذبہ کا نظریہ کس کا ہے۔اب ذرا ہمارے علماءِ خشک کا بھی تجزیہ کریں۔جب حضرت مولانا رومؒ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں ان نظریات کو پیش کیا تو آپ کی کتابیں جلائی گئیں۔آپ کی شان میں گستاخی کی گئیں۔حتیٰ کہ آپ پر کفر کے فتوے تک لگائے گئے۔جب دہریئے (Communist) سائنٹسوں نے انہیں نظریات (Theories)

کو چرا کر غیر مذہبی بنا کر جب دنیا کو پیش کیا تو لوگوں نے ان کو سر پر اٹھالیا۔ ان کے ناموں کو سنہرے حرفوں میں نقش کیا گیا۔انہیں نوبل پرائز اور نا جانے کتنے خطابوں سے نوازہ گیا۔ اسکولوں اور کالجوں میں ان کے نام کا سبق (Chapter) تک ڈالا گیا۔مگر کسی سائنس کی کتاب جو اسکولوں اور کالجوں میں پڑھائی جاتی ہیں وہاں پر حضرت مولانا رومؒ کا نام ونشان تک نہیں ہے۔ایسا کیوں؟

ان علماء ظاہرہ چشم کورہ کی وجہ سے یہ بات حضرت مولانا رومؒ کی حد تک محدود نہیں ہے۔ بلکہ ایسے کئی صوفیہ کرام گزرے ہیں۔ جو علماءِ خشک کے فتوؤں کے زد میں آکر انہیں اپنی جان تک گنوانا پڑا۔مگر قربان جائیے ان صوفیہ کرام پر جو ہر حالت میں سرکار دو جہاں ﷺ کی تعلیمات کی روشنی ہر دور میں پہنچاتے رہے ہیں۔اور انشاءاللہ پہنچاتے رہیں گے۔

دورِ حاضر میں علماءِ خشک کے دو فتوے بنام صوفیہ کرام عائد ہیں۔

فتویٰ اول : یہ صوفی بے نمازی ہوتے ہیں۔

فتویٰ دوم : یہ صوفی دل کی نماز پڑھتے ہیں۔

جواب فتویٰ اول :-

شریعت مطہرہ کا حکم ہے کہ جو نماز نہ پڑھے وہ گنہگار رہے۔اور جو نماز کا انکار کرے وہ کافر۔

الحمدللہ آج تک میری نظر سے کوئی ایسا صوفی نہیں گزرا جو نماز کا منکر ہو۔ہاں! کوئی صوفی نما شیطان کا مرید ہوگا جو نماز کا منکر ہو۔اس مسئلہ کا جواب بڑے ہی اچھے انداز میں امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلویؒ کے پیر و مرشد حضرت سید آلِ رسول احمدی مارہرویؒ نے کتاب ''شریعت وطریقت ترجمہ سراج العوارف فی الوصایا والمعارف'' میں فرماتے ہیں۔واقعہ یوں ہے کہ ایک روز میں (یعنی حضرت سید شاہ ابوالحسن احمد نوریؒ) نے اپنے پیر و مرشد (حضرت سید آلِ رسول احمدی مارہرویؒ) سے عرض کیا کہ حضور اس کا سبب کیا ہے کہ بعض پابندِ نماز فقراء یکا یک نماز چھوڑ دیتے ہیں اور ان سے اس بارے میں پوچھا جائے تو جواب میں یہ آیۂ کریمہ پڑھ دیتے ہیں۔ **وا عبد ربک حتی یاتیک الیقین** ۔ (ترجمہ :- اور اپنے رب کی عبادت کرو یہاں تک کہ تمہیں یقینِ کامل حاصل ہوجائے۔) حضرت سید آلِ رسول احمدی مارہرویؒ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ ان کا یہ قول برائے بیت (خانہ پری کیلئے) ہوتا ہے۔اور لوگوں سے اپنا دامن

چھڑانے کے لئے یہ کہہ دیا کرتے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ترکِ نماز کے گناہ سے بہت دور ہیں ۔ اور یوں بھی اہل ایمان کے ساتھ نیک گمان رکھنا چاہیئے ۔ جبکہ حقیقتہً ہماری نگاہوں میں ترک نماز کے وجوہ متعدد ہیں ۔ مثلاً کبھی انہیں استغراق حاصل ہوتا ہے کہ انہیں خود اپنے وجود کی خبر نہیں رہتی ۔ ۔ اور کبھی جمال الٰہی کے مشاہدہ میں ایسے مدہوش ہوجاتے ہیں کہ ان سے قلم شریعت اٹھ جاتا ہے اور کبھی ایسے وارداتِ عجیبہ کا ان پر ورود ہوتا ہے کہ وہ دریائے حیرت میں غرق ہوجاتے ہیں ۔ اور کبھی تجلیٔ جلال کی وہ شدت ہوتی ہے کہ نماز پڑھنے پر انہیں قدرت ہی نہیں رہتی وعلی ہذا القیاس ۔ اور پھر فرمایا (یعنی سید آلِ رسول احمدی مارہرویؒ نے) کہ ایک روز سیدی ابوبکر شبلی قدس سرہٗ بے حجابانہ (کسی روک ٹوک کے بغیر) اپنے شیخ گرامی حضرت سیدنا جنید بغدادیؒ کے مکان میں داخل ہوگئے اور ان کے سرہانے کھڑے کھڑے نعرے لگانا اور اشعار پڑھنا شروع کردیا۔ حضرت سامی کی پردہ نشین بی بیوں نے پردہ کرنا چاہا تو آپ نے ارشاد فرمایا اس کی ابھی حاجت نہیں کہ شبلی اس وقت عالمِ ہوش (حواس) میں نہیں ۔ کچھ دیر کے بعد حضرت شبلی اسی حالتِ بے خودی میں گر پڑے اور بہت دیر اسی حال میں رہے ۔ یہاں تک کہ حضرت جنید رضی اللہ عنہٗ نے آپ کی حالت پر توجہ فرمائی اور انہیں اس عالم سکر و مدہوشی سے عالم صحو و ہوشیاری کی

طرف واپس لائے ۔ حضرت شبلی نے رونا شروع کردیا۔ اس وقت حضرت جنید قدس سرہ نے پردہ نشین اہل خانہ سے فرمایا کہ تم لوگ پردہ میں چلے جاؤ کہ وہ اس عالم میں واپس آرہے ہیں ۔

غرض ان فقراء پر انقلاب احوال کی ایسی ہی واردات اور تجلیات کا بیش از بیش ورود رہتا ہے اور اس قسم کے احوال میں احکام شریعت کی بجا آوری ان سے ساقط ہوجاتی ہے ۔ جیسا کہ اسی حکایت میں گزرا کہ حضرت جنید نے اس وقت کسی پردے اور حجاب کی ضرورت نہ سمجھی ۔

پھر یہ بھی ہوسکتا ہے کہ لوگوں کی نگاہوں سے مخفی ہوکر تنہا نماز ادا کر لیتے ہوں ۔ البتہ اس توجیہ میں ترکِ نماز با جماعت کا کانٹا دل میں کھٹکتا ہے کہ تنہا ادائیگی نماز میں جماعت چھوٹتی ہے اور یہ بھی فقراء کے حق میں سخت نازیبا حرکت ہے کہ اس صورت میں سنت موکدہ بلکہ علماء کے نزدیک واجب کا ترک لازم آتا ہے ۔ لہٰذا وہی پہلی تاویلات اقرب اِلی الصواب ہیں ۔ میں (یعنی سید ابوالحسن نوریؒ نے) پھر عرض کیا کہ یہ استغراق وتحیّر صرف اوقاتِ نماز میں ہوتا ہے ۔ باقی امور میں نہیں ہوتا۔ مثلاً کھانے پینے وغیرہ میں نہیں ہوتا۔ تو ارشاد فرمایا (سید آلِ رسول احمدی مارہرویؒ) نے کہ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ مجنون کس طرح کھاتے پیتے ہیں ۔ بات یہ ہے کہ نماز کے لئے عقل وشعور اور تو مجنونوں کے

لئے ان کے کھانے پینے کے باوجود امور شرعیہ میں قلم جاری نہیں ۔ ایسا ہی یہاں سمجھنا چاہیئے ۔واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

بہر حال ان کے حق میں نیک گمان رہنا چاہیے۔ان پر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔اور یہ بھی احتمال ہے کہ مکہ معظّمہ میں نماز باجماعت ادا کرتے ہوں۔ اس لئے کہ انہیں ارض یعنی زمینی مسافت طئے کرنے کی قوت حاصل ہو۔اور مسجدِ حرام میں فضیلت نماز (کی دولت) حاصل چاہئے ہوں کہ وہاں کی ایک رکعت دوسری جگہ کی ہزار رکعتوں کے برابر ثواب رکھتی ہے۔

اور اگر تم یہ کہو کہ اکثر یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ وہ اوقات نماز میں از اول تا آخر وقت یہیں موجود رہے۔ایک لمحہ کے لئے بھی غائب نہ ہوئے تو وہاں کیسے پہنچے۔تو میں کہوں گا کہ تمہیں کیا معلوم کہ وہ اپنے جسم وصورت اصلی میں وہاں گئے اور اپنے جسم ظلّی ومثالی کے ساتھ کہ وہ جسم اصلی کے مشابہ ہے یہیں رہے۔جیسا کہ بارہا اس راہ کے مردانِ خدا سے وقوع میں آیا۔قصہ مختصر یہ کہ حسن ظن میں بڑی گنجائش ہے۔ دیکھئے کسے حسن ظن کی توفیق دیتے اور بدگمانی کی بلا سے بچاتے ہیں۔الٰہی ہمیں بھی حسن ظن کی توفیق عطاء فرما۔

(بحوالہ شریعت وطریقت ترجمہ سراج العوارف فی الوصایا والمعارف۔
نور نمبر ۲۹ صفحہ ۱۰۲)

جواب فتویٰ دوم :- کہ یہ صوفی دل کی نماز پڑھتے ہیں۔

صوفیہ کرام کے حال وحقیقت کو جانے بغیر یہ علماء خشک صوفیہ کرام کو اپنے فتوؤں کا نشانہ بنا کر اسلامی خوشگوار ماحول کو خراب کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔اسی لئے مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات امام ربانی جلد اول صفحہ ۱۸۹ میں فرماتے ہیں کہ کسی بزرگ نے ابلیس لعین کو دیکھا کہ فارغ اور بے کار بیٹھا ہوا ہے۔اس کا راز دریافت کیا تو ابلیس نے بتایا کہ اس وقت کے علماء ہمارے کام کو انجام دے رہے ہیں۔اور بہکانے اور گمراہ کرنے کے لئے کافی ہیں (مکتوباتِ امام ربانی) شیطان لعین بھی عالم تھا وہ بھی سیدنا آدم علیہ السلام کے ظاہر سے دھوکہ کھا گیا۔اگر اس نے علمِ معرفت کے سمندر سے ایک گھونٹ بھی پیا ہوتا تو شاید اس کا یہ حال نہ ہوتا۔مگر میں یہ نہیں کہتا کہ ہر عالم شیطان لعین کا شاگرد ہے۔ بلکہ میرے نشانے پر وہ علماء سوء ہیں جو صوفیہ کرام کی سیرت مقدسہ کو خراب کرنے میں لگے ہیں۔جبکہ آج پورا عالم اور ہر مذہب وملت والا صوفیہ کرام کی وجہ سے اسلام کی تعظیم وتکریم کرتا ہے۔اور میرے آقا و مولیٰ سرکار دوجہاں ﷺ کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہے۔

اب ذرا دل کی نماز کی اصل وحقیقت کو سمجھیں اور جانیں اور فیصلہ کریں کہ یہ صوفیہ کرام اپنے بزرگوں کی رشدوہدایت پر ہیں یا ہٹ گئے۔

جہاں دل ہے وہاں سب کچھ ہے

پہلے مقامِ دل سمجھنے کی ضرورت ہے

قطبِ ربانی محبوب سبحانی شیخ میراں محی الدین عبدالقادر جیلانی غوث اعظم صمدانی رضی اللہ عنہٗ اپنی تصنیفِ شریفہ ''سرّ الاسرار'' میں فرماتے ہیں کہ والصلوٰۃ الوسطی (البقرہ ۲۳۸)''اور (حفاظت کرو) نماز درمیان کی''۔ درمیانی نماز سے مراد قلبی نماز ہے۔ کیونکہ دل کو دائیں بائیں اوپر نیچے کے اعتبار سے جسم کے درمیان میں پیدا کیا گیا ہے۔ اسی طرح دل سعادت و شقاوت کے بھی درمیان تخلیق ہوا ہے۔ جیسا کہ رسول خدا ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ اَلْقَلْبُ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَا بِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُھَا کَیْفَ یَشَاءُ۔

ترجمہ: دل رحمٰن کی دوانگلیوں کے درمیان ہے وہ اسے جیسے چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔(بحوالۂ صحیح مسلم کتاب القدر)

دوانگلیوں سے مراد قہر ولطف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ انگلیوں سے پاک ہے۔ اس آیت کریمہ اور حدیث مبارکہ کو دلیل بنا کر معلوم کیا جا سکتا ہے کہ اصلی نماز دل کی نماز ہے۔

جب کوئی شخص دل کی نماز سے غافل ہو جاتا ہے تو اس کی دونوں نمازیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ یعنی دل کی نماز بھی اور جوارح کی نماز بھی۔

لا صلوۃ الا بحضور القلب ۔ ترجمہ۔ حضور قلب کے بغیر کوئی نماز نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ نمازی اپنے رب سے ہمکلام ہوتا ہے۔ کلام کا محل دل ہے۔ جب دل غافل رہا تو نماز باطل ٹھہری اور جوارح کی نماز بھی ٹوٹ گئی۔ کیونکہ دل اصل ہے اور باقی اعضاء اس کے تابع ہیں۔ جیسا کہ نبیؐ کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے۔ الا ان فی الجسد مضغۃ اذا صلحت صلح الجسد کلہ و اذا فسدت فسد الجسد کلہ الا وھی القلب ۔(صحیح بخاری کتاب الایمان) ترجمہ۔ ہاں ہاں! جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ایسا بھی ہے کہ اگر صحیح ہو جائے تو سارا بدن صحیح ہو جائے۔ اور اگر بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جائے۔ یاد رہے! گوشت کا وہ ٹکڑا دل ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ یہ نماز پوری زندگی کو محیط ہوتی ہے۔ اس کی مسجد دل ہے۔ اور جماعت یہ ہے کہ باطن کی ساری طاقتیں اسمائے توحید کے ورد میں مشغول ہوں۔ اور یہ ورد ظاہری زبان سے نہیں باطن کی زبان سے کیا جائے۔ اس نماز میں امام عشق ہوتا ہے۔ جو جان کے محراب میں کھڑا ہوتا ہے۔ اس نماز کا قبلہ حضرت احدیت اور جمالِ صمدیت ہے اور یہی اصلی کعبہ ہے۔ دل اور روح علی الدوام اس نماز کو

اداکرتے ہیں۔ دل نہ تو سوتا ہے اور نہ مرتا ہے۔ وہ نیند اور بیداری دونوں حالتوں میں حیاتِ قلبی کے ساتھ بلاصوت قیام اور قعود اس نماز کی ادائیگی میں مشغول رہے۔

(بحوالہ سرّ الاسرار صفحہ ۱۵۸،۱۵۹،۱۶۰)

حجتہ الاسلام امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف شریفہ ''الاحیاء العلوم'' میں فرماتے ہیں کہ بشر بن الحارث رضی اللہ عنہ سے یہ قول روایت کیا جاتا ہے کہ جس میں خشوع نہیں اس کی نماز فاسد ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر نماز جس میں دل حاضر نہ ہو وہ بہت جلد سزا کی طرف لے جانے والی ہے۔ امام غزالیؒ لکھتے ہیں کہ حضور قلب نماز کی روح ہے۔ تکبیر کے وقت بھی حضورِ قلب کم از کم نماز کو زندہ رکھتا ہے۔ اس سے بھی اگر کم ہو جائے تو گویا نماز ہلاک ہو جاتی ہے۔ اگر حضورِ قلب زیادہ ہو تو اسی قدر اجزاءِ نماز میں روح تر و تازہ ہوتی جائے گی۔

(بحوالہ الاحیاء العلوم جلد ۱، صفحہ ۱۶۰)

حضرت شیخ محمود آفندی اسکداری آیت و اقم الصلوۃ ان الصلوۃ تنھی عن الفحشاء والمنکر (العنکبوت نمبر ۴۵) کے بارے میں فرماتے ہیں کہ بدنی نماز معصیات اور سیئات شرعیہ سے بچاتی ہے

اور نفس کی نماز رزائل اور اخلاق ردیہ سے بچاتی ہے۔ جبکہ سرّی نماز التفات الی الغیر سے بھی محفوظ رکھتی ہے۔ روح کی نماز سرکشی سے بچاتی ہے اور یہ نماز صفات کے ذریعہ دل کے وضو سے ادا ہوتی ہے۔ جس طرح دل کی نماز ظہورِ نفس سے اسے پاک کر کے ادا کی جاتی ہے۔ نمازِ خفی دوئی اور ظہورِ انا نیت سے۔ جبکہ ذات کی نماز تَلَوُّن کے ساتھ ظہور بقیہ سے محفوظ رکھتی ہے۔ جس نے یہ نمازیں ادا کرلیں وہ تمام گناہوں اور خطاؤں سے خلاصی پا گیا۔

(بحوالہ سرّ الاسرار، صفحہ ۱۶۲)

شیخ الاسلام مفسر قرآن حضرت علامہ و مولانا شیخ محمد اسمعیل حقی رحمتہ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح البیان سورۃ عنکبوت آیت نمبر ۴۵ کی تفسیر کہ نماز برائی اور بے حیائی سے روکتی ہے میں فرماتے ہیں کہ

۱) بدن کی نماز ارکان معلومہ ہیں۔

۲) نفس کی نماز خشوع اور خوف و رجاء کے درمیان اطمینان سے۔

۳) اور قلب کی نماز حضور و مراقبہ سے۔

۴) اور سرّ کی نماز مناجات و مکالمات سے۔

۵) اور روح کی نماز مشاہدہ و معائنہ سے۔

۶) اور خفی کی نماز مفاغات و ملاطفت سے۔

اور ساتویں مقام میں نماز ہوتی ہی نہیں کیونکہ وہ مقام فناء ہے۔ اور محبتہ خالصۃ نصیب ہوتو انسان کو عین وحدت کا مقام حاصل ہو جاتا ہے۔ نماز کے ظاہر کی انتہاء موت ہے۔ جسے قرآن نے یقین سے تعبیر کیا۔ **کما قال اللہ تعالیٰ و اعبد ربک حتی یا تیک الیقین** ۔ یہاں پر الیقین بمعنی موت ہے۔ اور نمازِ حقیقی کی انتہا فناء مطلق پر ہے۔ جسے اہل تصوف حق الیقین سے تعبیر کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر نماز ظاہری ہو یا باطنی مرتبہ ظاہر و باطن کے فحشاء و منکر سے روکتی ہے۔ بدن کی نماز معاصی و ملاہین سے اور نفس کی نماز رذائل و علائق و اخلاق ردیہ و ہیئاتِ مظلمہ سے اور نمازِ دل فضول و فور غفلت سے اور نماز سرّ التفات ماسوائے حضرت کو اور نماز روح استقراء بملاحظہ اغیار سے اور نماز خفی شہود اثنینیت و ظہور سے منع کرتی ہے۔

(بحوالہ تفسیر روح البیان جلد۔۱۱ پارہ۲۱ صفحہ۱۰)

پارہ۲ سورہ بقرۃ آیت ۲۳۸ **والصلوۃ الوسطیٰ** کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نماز پر محافظت کرو صدق و اخلاص اور حضور قلب اور خشوع و خضوع اور عجز و انکسار کے ساتھ مناجات قلب کی محافظت کر کے اسی سے استعانت اور اسی سے ہدایت طلب کرو۔ سکون و وقار اور ہیبت و تعظیم اور دوام شہود کے لئے اسی کو صلوۃ وسطیٰ کہتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ انسان کے وسط میں

واقع ہے کیونکہ وہ روح اور جسم کے درمیان واسطہ ہے۔ اس لئے اسے ’’صلوۃ القلب‘‘ کہا جاتا ہے۔ اور جس نماز کی محافظت کا حکم ہے وہ یہی ’’صلوۃ القلب‘‘ ہے۔ جس پر دائمی طور پر شہود ہو۔ اس لئے کہ جسم تو کبھی ارکان نماز کے ظاہری مسائل پر محافظت کرتا ہے۔ لیکن کبھی انہیں ترک بھی کر دیتا ہے۔ اس لئے اسے محافظت کی صفت سے موصوف نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اسے حضور و شہود کے وصف پر اس کے معنی کی محافظت کی جا سکتی ہے۔ اسی لئے کہ یہ قلب کی شان ہے کہ وہ اس طرح اس کی محافظت کرے جیسے حضور و شہود کا حق ہے۔

(بحوالہ روح البیان جلد۱، پارہ۲، صفحہ۲۸۰)

پارہ۲۹، سورہ معارج آیت ۲۲،۲۳، **الا المصلین . الذین هم علی صلاتهم دائمون** ۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ تاویلات نجمیہ میں ہے کہ اس میں صلوۃ النفس کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اس کا مخالفات شرعیہ سے تزکیہ اور صلوۃ القلب کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اس کا میلان الی الدنیا اور اس کی شہوات اور نقش و نگار سے تصفیہ اور صلوۃ اللہ کی طرف یعنی اس کا رکون (جھکاؤ) مقامات علیہّ و مراتب سفیہ سے تخلیہ اور صلوۃ الروح کی طرف یہ مکاشفاتِ ربانیہ و مشاہداتِ رحمانیہ سے ہوتی ہے۔ اور معائناتِ حقانیہ سے ادا ہوتی ہے۔ اور صلوۃ الخفی کی طرف اور یہ فنافی الحق اور بقا بالحق سے ادا ہوتی ہے

اور کاملین ایسی نمازوں پر مداومت کرتے ہیں۔

(بحوالہ روح البیان جلد ۱۵، پارہ ۲۹، سورہ معارج آیت ۲۲-۲۳، صفحہ ۲۲۰)

تفسیر نعیمی جلد دوم صفحہ ۴۷۳ والصلوۃ الوسطیٰ کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت علامہ مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل کی نماز نماز وسطیٰ ہے۔ کیونکہ دل بدن انسان کے بیچ میں ہے۔ نیز دل، روح وجسم کے درمیان واسطہ ہے۔ بدن کی نماز تو سلام پر ختم ہو جاتی ہے۔ مگر دل کی نماز کبھی ختم نہیں ہوتی۔ دل والوں کی یہ شان ہے کہ **انھم فی صلاتھم دائمون**. مہد (گہوارہ) سے لحد تک ہمیشہ نماز ہی میں رہتے ہیں۔ سالکین کو چاہئے کہ قبور میں جانے سے پہلے حرم حضور میں پہنچیں۔ کیونکہ فتور کی نماز اللہ غیور کے یہاں قبول نہیں۔ نماز کا کمال ہے کہ مادی کائنات سے بے خبر ہو جائے۔ اللہ ایسی ہی نماز نصیب فرمائے۔ نمازیں پانچ ہیں۔

۱) نماز سرّ جس میں مشاہدۂ غیب ہے۔

۲) نماز نفس جس سے نفس کی خواہشات بجھ جائیں۔

۳) نمازِ قلب جس میں انوارِ کشف ظاہر ہوں۔

۴) نمازِ روح جس میں وصال ہو۔

۵) اس میں ماسوی اللہ سے پاکی شرط ہے۔ اور توجہ الی اللہ اس کا رکن۔ یہ

نماز خطرات اور کعبہ ءذات سے پھر جانے پر فاسد ہو جاتی ہے۔ اور رب کے سامنے ظاہری و باطنی اطاعت کرتے ہوئے کھڑے ہوں۔ اگر تمہیں راہ طریقت میں صدمات جلالی سے ڈر لگے تو صدق و یقین کے قدم یا عزم و ارادہ کی سواری پر نماز قلب ادا کرتے ہوئے جاؤ اور جب مقصود پر پہنچ کر یہ خوف دور ہو جائے تو پھر فناء کی نماز حسب ہدایت پڑھو۔ جس میں تم ہی تم ہو۔ کسی نے مجنون سے پوچھا کہ لیلیٰ تمہاری ہے۔ بولا کہ میں خود لیلیٰ ہوں۔ (روح البیان)

صوفیاء فرماتے ہیں کہ نمازِ بدن۔ بدن کی حالت میں بدن کو دنیاوی مشاغل "کھانے پینے" کلام سلام سے بچایا جاتا ہے۔ اور نمازِ نفس کو دنیاوی خواہشات سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔ اور نمازِ دل میں دل کی محبت ماسوی اللہ سے اور نماز روح میں جان کو ماسوی اللہ سے اور نماز سرّ میں اپنی ہستی کو ختم کر دیا جاتا ہے۔ نماز بدن تکبیر تحریمہ پر شروع ہو کر سلام پر ختم ہو جاتی ہے۔ مگر دوسری نمازیں دل و نفس وغیرہ کی زندگی ختم ہونے پر اور نمازِ روح کبھی ختم نہیں ہوتی۔ نہ روح کو فناء ہے نہ اس کی نماز کی انتہاء۔

(بحوالہ تفسیر نعیمی جلد ۲، صفحہ ۴۷۳)

خواجۂ خواجگاں فخر ہندوستان حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجری المعروف بہ خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ اپنی تصنیف شریفہ "گنج الاسرار"

ترجمہ اسرار حقیقی میں فرماتے ہیں کہ نماز حقیقی کے متعلق حضور پر نور ﷺ نے ارشادفرمایا ہے۔اے عمرؓ! **لا صلوٰۃ الابحضور القلب** یعنی نماز حقیقی سے مومن کامل اور عارفِ الٰہی کو حضوری دائمی حاصل ہوتی ہے۔ نیز حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ نماز دو قسم کی ہوتی ہے۔ایک نماز علماء وفقہاء ظاہری اور زاہدان خشک کی جو صرف قول وفعل تک ہی محدود ہوتی ہے۔اوراس سے وصالِ الٰہی حاصل نہیں ہوتا۔یہی وجہ ہے کہ اس کی رسائی بھی عالم ملکوت نفسانی تک محدود رہتی ہے۔دوسری نماز انبیاءاوراولیاءاور خلفاء کی جو حضورِقلب سے ادا کی جاتی ہے۔اس کا ثمرہ وصالِ الٰہی ہے۔اوراس کی رسائی عالم جبروت رحمانی تک ہوتی ہے۔

اے عمرؓ! نماز حقیقی دراصل یہی رحمانی نماز ہے۔ ورنہ نماز جو عوام الناس ظاہری طور پر بلاحضورِقلب ادا کرتے ہیں یہ نماز نفسانی ہے، رحمانی نہیں ہے۔نبیء اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ **من صلی صلوۃ طویلۃ فی المجسد و زیّن البدن با لعمامۃ فی ناظر الخلائق و ماکان فی قلبہ من عجز فھو محجوب ولا صلوۃ ولا وصال**۔جس کا مطلب یہ ہے کہ علماء ظاہر پرست اور صوفیانِ ریاکار خوب جبّہ ودستار باندھ کر ظاہری شان وشوکت اور ٹھاٹھ بنا کر محض ریاکاری کی نماز پڑھتے ہیں۔ان کے نفسِ

مغروری اورخود پسندی کی نفسانیت میں گھرے ہیں۔ایسی نماز کیا حقیقت رکھتی ہے۔کیونکہ یہ لوگ نفس کے بندے ہیں۔اورنفسانی آدمی دراصل شیطان بقالب انسان ہوتا ہے۔اورشیطان بالاتفاق کافراور گمراہ ہے۔پس نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ ایسے لوگ درحقیقت گمراہ اور کافر ہیں۔انہیں چاہیئے کہ کسی مرشد کامل کی صحبت میں رہ کر اپنے دل کوغرورِنفسانیت کے خس وخاشاک سے پاک وصاف کریں۔اورمعرفت الٰہی سے معمور اورآباد بنا دیں تاکہ وہ صحیح معنوں میں انسان بن جائیں۔اورگمراہی سے نکل کرراہِ راست پر آجائیں۔جب ہی ان کی نماز حقیقی نماز ہوگی۔اورخوش قسمتی سے ایسا حقیقی نمازی ہزاروں لاکھوں میں سے ایک آدھ بھی مل جائے تواس کی خدمت وصحبت اکسیر احمر سے بدرجہا بہتر ہے۔(مترجم)

یہ گمراہ دراصل بت پرست ہیں۔اور پھر تعجب ہے کہ یہ اپنی پرستی پر نازاں بھی ہیں۔ اور وہ لوگ بھی عجیب کورِ باطن اور ناداں ہیں۔ جو ایسے ریاکاروں کونمازی شمار کرتے ہیں۔ایسے بے حقیر نماز سے کیا فائدہ؟ حدیث قدسی: **الانبیاء والاولیاء یصلون فی قلو بھم دائمون**۔یعنی انبیاءاور اولیاء ہمیشہ حضورِقلب سے نماز پڑھتے ہیں۔(یعنی نماز حقیقی)

نبیءکریم ﷺ نے فرمایا۔**صلوۃ الانبیاء والاولیاء**

حبس الحواس و عدد الانفاس ۔یعنی انبیاء اوراولیاء کی نماز درحقیقت وہ نماز ہوتی ہے کہ جب وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں بلکہ ہر وقت ہی ان کے حواس خمسہ غیر اللہ سے بند ہو جاتے ہیں۔ اوران کا ہر ایک ایک سانس یادِ الٰہی میں گزرتا ہے۔ وہ اپنے ایک ایک سانس کا خیال وشمار رکھتے ہیں کہ کہیں غفلت میں نہ گزر جائے۔ یہی لوگ دراصل نمازی ہیں ۔اے عمرؓ! نمازِ حقیقی رحمانی ہے۔اسی نماز سے پروردگار عالم کا وصال ہوتا ہے۔

اے عمرؓ انبیاء اولیاء ہمیشہ ذکر خفی میں رہتے ہیں ۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے۔**ذکر اللسان لقلقہ و ذکر القلب وسوسۃ و ذکر الروح مشاھدۃ و ذکر الخفی دائماً**۔یعنی زبانی ذکر گویا لقلقہ ہے۔اور قلبی ذکر ایک قسم کا وسوسہ ہے اور روحانی ذکر مشاہدہ الٰہی کا موجب ہے۔ ذکر خفی ہمیشہ ہوا کرتا ہے۔اے عمرؓ! ذکر خفی اور نماز حقیقی ترک وجود ہے۔عابدوں کی نماز سجدہ اور سجود پر مبنی ہے۔

نمازِ زاہدان سجدہ سجود است : نمازِ عاشقاں ترکِ وجود است

یعنی اللہ عزوجل کے سوا کسی کو موجود نہ سمجھنا۔غیر اللہ کا وجود دل سے بالکل نکال دینا۔ (بحوالہ اسرار حقیقی ،صفحہ ۱۴،۱۵،۱۶،۱۷)

دورِ حاضر

یہ دور عقل وشعور کے اعتبار سے بالغ دور ہے۔اب سے پچاس سال پہلے جو بات سائنسی نقطۂ نظر سے پچاس سال کے بزرگ نہیں جانتے تھے۔ وہ آج دس برس کا بچہ جانتا ہے۔علم وآگہی اس نقطۂ عروج پر ہے۔ جہاں انسان خلاء (Space) میں چہل قدمی کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ آواز کے قطر (Volume) کو کم یا زیادہ کر کے ہزاروں میل کا خیال تصور بن گیا ہے۔ فاصلے سمٹ گئے ہیں ۔ جو سفر دنوں اور سالوں میں پورا ہوتا تھا اب منٹوں اور گھنٹوں کی گرفت میں آ گیا ہے۔نت نئی ایجادات نے ہمارے اوپر یہ راز کھول دیا ہے کہ انسان کے دماغ میں خربوں خلیئے (Cells) کام کرتے ہیں۔ اور ہر خلیہ اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ انسان کے اندر ایک تخلیقی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ ماحول علمی، سائنسی اور خود آگاہی کا ماحول ہے۔ اس ماحول میں کوئی بات اس وقت قابل قبول ہوتی ہے جب اسے سائنسی فارمولوں اور فطرت کے قوانین کے مطابق دلیل کے ساتھ پیش کیا جائے۔

دل کی نماز اسی اصول کو سامنے رکھ کر ترتیب دی گئی ہے۔ میں نے کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں الصلوۃ معراج المؤمنین کا سائنسی مفہوم اور

قانونِ قدرت کے فارمولوں کی وضاحت ہوجائے تاکہ مغربی علوم سے متاثر موجودہ نسل اس سے فائدہ اٹھاسکے۔

نمازعلم و آگاہی کے سمندر میں سے مخفی خزانوں کو ظاہر کرکے مسائل و مشکلات کا حل پیچیدہ اور لاعلاج بیماریوں کا شافع علاج پیش کرتی ہے۔نماز ہمارے اوپر غیب کی دنیا کے دروازے کھول دیتی ہے۔صحیح طریقے پر نماز ادا کرکے فرشتوں سے ہمکلامی ہمارے لئے ایک آسان عمل بن جاتا ہے۔خوف ودہشت میں مبتلا عدمِ تحفظ کے احساس میں سسکتی ہوئی اور مصائب وآلام میں گرفتار نوع انسانی کیلئے نماز ایک لائحہ عمل ہے۔جس پر عمل پیرا ہوکر ہم اپنا کھویا ہوا اقتدار دوبارہ حاصل کرکے زندہ قوموں کی صفوں میں ممتاز مقام حاصل کرسکتے ہیں۔نماز کے ضمن میں یہ بات عرض کردینا بھی ضروری ہے۔جن میں حضورِقلب نہ ہو۔بندے کے لئے انفرادی طور پر محرومی اور اجتماعی طور پر بوجھ بن جاتی ہے۔جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن مجید میں ارشادفرماتا ہے۔ **فویل للمصلین . الذین ھم عن صلاتھم ساھون**۔ترجمہ : خرابی ہے ان نمازیوں کیلئے جواپنی نماز سے بے خبر ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عامتہ المسلمین کو صحیح نماز ادا کرنے کی توفیق عطا کرے اور سرکاردوجہاں ﷺ کے ارشادعالی **الصلوۃ معراج المومنین** کے مطابق نماز کے ذریعہ ہمیں اللہ کا عرفان حاصل ہو۔آمین

اقم الصلوۃ (قائم نماز)

نمازاس مخصوص عبادت کا نام ہے جس میں بندے کا اپنے خالق کے ساتھ براہِ راست ایک ربط اور تعلق قائم ہوجاتا ہے۔نماز ارکان اسلام میں وہ رکن ہے جسے کوئی باہوش وحواس مسلمان کسی حالت میں نہیں چھوڑ سکتا۔قرآن پاک میں کئی جگہیں اقیم الصلوۃ یعنی نماز کو قائم کرنے کی تاکید کی گئی۔جس سے اس اہم اسلامی رکن کی فضیلت عظیمت وجلالت اور اہمیت کا باخوبی اندازہ ہوتا ہے۔عبادات میں نماز کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔یہ بندے کو ایک ایسی روحانی کیفیت سے آشنا کرتی ہے۔جس سے بندہ اپنی اور اپنے ماحول میں موجودہ ہر چیز کی نفی کرکے اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل کرتا ہے۔نماز انسان کے باطنی حواس کے لئے ایک پاسبان کی حیثیت رکھتی ہے۔اور لوگوں میں اجتماعی نظم وضبط کی تشکیل کرتی ہے۔نماز کے اخلاقی تمدنی معاشراتی جسمانی و روحانی بے شمار فوائد ہیں۔اجتماعی نماز کی پابندی باہمی تعلقات میں مضبوطی پیدا کرتی ہے۔

صلوۃ (نماز) عربی زبان کا لفظ ہے۔اس کے معنی درود، دعا، تسبیح و

تہلیل، استغفار، رحمت، نعمت، برکت، تعریف اور طلب رحمت کے ہیں۔ نماز کے معنی تعظیم کے بھی ہیں۔یعنی نماز اس عبادت کا نام ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف بڑائی اور تعظیم بیان کرنا مقصود ہے۔نماز کو ٹھیک طریقے پر ادا کرنا اولین رکنِ دین ہے۔قبولیت نماز سے دین و دنیا کی ساری سربلندیاں حاصل ہو جاتی ہے۔قرآن پاک کے تعلیم کے مطابق ہر پیغمبرِ اسلام نے اپنی امت کو اقیم الصلوۃ یعنی نماز قائم کرنے کی تاکید کی۔ملت ابراہیمی میں اس کی حیثیت بہت ممتاز ہے۔حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو مکہ کی ویران سرزمین میں آباد کیا تو اس کی غرض یہ بتائی کہ **ربنا لیقیموا الصلوۃ** ۔(سورۂ ابراہیم آیت ۳۷

ترجمہ : اے میرے رب اس لئے کہ وہ نماز قائم رکھیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اور اپنی نسل کیلئے یہ دعا کی۔

رب اجعلنی مقیم الصلوۃ و من ذریتی۔(سورۂ ابراہیم آیت ۴۰)

ترجمہ : اے میرے رب مجھے اور میری نسل کو نماز کا قائم رکھنے والا بنا۔

حضرت اسمعیل علیہ السلام کے بارے میں قرآن پاک کا ارشاد ہے۔

وکان یا مر اھلہ بالصلوۃ والزکوٰۃ ۔(سورۂ مریم آیت ۵۵)

ترجمہ : اور وہ اپنے اہل وعیال کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتے تھے۔

حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی نسل کے پیغمبروں کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد ہے۔**وا وحینا الیھم فعل الخیرات و اقام الصلوۃ** (سورۂ انبیاء آیت ۷۳)۔ ترجمہ : اور ہم نے انہیں وحی بھیجی اچھے کام کرنے اور نماز قائم کرنے کی۔

حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے لختِ جگر کو یہ نصیحت فرمائی۔

یٰبنی اقم الصلوۃ و امر بالمعروف۔(سورۂ لقمان آیت ۱۷)

ترجمہ : اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ **واقم الصلوۃ لذکری** (سورۂ طہٰ آیت ۱۴)۔ ترجمہ : اور میرے ذکر کے لئے نماز قائم رکھ۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہتے ہیں۔

وا وصٰنی با لصلوۃ و الزکوۃ (سورۂ مریم آیت ۳۱)۔

ترجمہ : اور مجھے نماز اور زکوٰۃ کی تاکید فرمائی۔قرآن مجید سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسلام کے زمانے میں بھی عرب میں بعض یہودی اور عیسائی اقم الصلوۃ تھے۔

ومن اھل الکتب امۃ قائمۃ یتلون آیت اللہ اناء الیل وھم یسجدون (سورۂ آل عمران آیت ۱۱۳) ترجمہ : اہل کتاب میں

کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو راتوں کو کھڑے ہو کر خدا کی آیتیں پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں۔

والذین یمسکون بالکتب و اقا موا الصلوۃ انا لا نضیع اجر المصلحین (سورۂ اعراف آیت ۱۷۰) ترجمہ : اور وہ جو کتاب کو مضبوطی سے پکڑتے ہیں اور وہ نماز قائم رکھتے ہیں۔ ہم ان کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔

ان آیات طیبات کی روشنی میں اقمم الصلوۃ کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ اور ہم نے یہ بھی بتایا کہ نماز کے ایک معنی رحمت کے بھی ہیں۔ یعنی نماز اللہ تعالیٰ کے رحمت کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ آقائے نامدار مدنی تاجدار سرکار دو عالم ﷺ کا یہ بہت بڑا اعجاز ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت اور بنی نوع انسانی کے لئے حصول و رحمت کا ایک ایسا طریقہ عطا فرمایا ہے۔ جس طریقے میں انسانی زندگی کی ہر حرکت سمودی گئی ہے۔ مقصد یہ ہے کہ انسان ہر حالت میں اور زندگی کے ہر حرکت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ وابستہ رہے۔ ہم جب نماز کے اندر حرکات وسکنات کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ انسانی زندگی کی کوئی حرکت ایسی نہیں ہے کہ جس کو حضور نبی کریم ﷺ نے نماز میں شامل نہ کر دیا ہو۔ مثلاً ہاتھ اٹھانا، بلند کرنا، ہاتھ ہلانا، ہاتھ باندھنا، ہاتھوں سے

جسم کو چھونا، کھڑا ہونا، جھکنا، بیٹھنا، بولنا، دیکھنا، سننا، سر گھما کر ادھر اُدھر سمتوں کا تعین کرنا۔ غرض زندگی کی ہر حالت نماز کے اندر موجود ہے۔ مقصد واضح ہے کہ انسان خواہ کسی بھی کام میں مصروف ہو یا کوئی بھی حرکت کرے اس کا ذہن اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم رہے۔ اور یہ عمل عادت بن کر اس کی زندگی پر محیط ہو جائے۔ حتیٰ کہ ہر آن ہر لمحہ اور ہر سانس میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی وابستگی یقینی عمل بن جائے۔

ہم جب نیت باندھتے ہیں تو ہاتھ اوپر اٹھا کر کانوں کو چھوتے ہیں۔ اور پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتھ باندھ لیتے ہیں۔ نماز شروع کرنے سے پہلے یہ بات ہماری نیت میں ہوتی ہے کہ ہم یہ کام اللہ کے لئے کر رہے ہیں۔ نیت کا تعلق دماغ سے ہے۔ یعنی پہلے ہم دماغی اور ذہنی طور پر خود کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ ابتدائے پیدائش سے اب تک کتنی بھی ایجادات اور ترقیات ہوئی ہیں۔ ان کا تعلق دماغ سے ہے اور اس کے بعد ہاتھوں سے۔ جب ہم نماز کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی عظمت کا اقرار کرتے ہیں تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ ہم اپنی تمام ذہنی اور دماغی صلاحیتیں اور ترقی و ایجادات کا رشتہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم کر دیتے ہیں۔ یعنی یہ کہ نوع انسانی سے جو ایجادات وجود میں آئی ہیں یا

آئیں گی ان کا تعلق ان صلاحیتوں سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا کی ہیں۔ہم ثناء ''سبحانک اللھم'' پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔اور اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ ہمارے اندر بولنے اور بات کرنے اور سوچنے اور سمجھنے کی جو صلاحیتیں موجود ہیں وہ دراصل اللہ تعالیٰ کا ایک وصف ہے۔اور ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔

الحمد شریف (سورۂ فاتحہ) پڑھ کر ہم اپنی نفی کرتے ہیں۔اور اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ تمام تعرفیں اللہ تعالیٰ ہی کو زیب دیتی ہیں۔اور وہی ہمیں ہدایت بخشتا ہے۔اور اسی کے انعام واکرام سے فلاح یافتہ ہو کر ہم صراط مستقیم پر گامزن ہیں۔الحمد شریف کے بعد ہم قرآن پاک کی کوئی سورۃ تلاوت کرتے ہیں۔مثلاً ''قل ھو اللہ احد'' شریف (سورۂ اخلاص) پڑھ کر برملا اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ یکتا ہے اور مخلوق یکتا نہیں ہے۔وہ کسی کا محتاج نہیں اور سب اس کے محتاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ نہ کسی کا بیٹا اور نہ کسی کا باپ ہے۔اللہ تعالیٰ کی ذات منفرد ہے اور یکتا ہے۔واحد ہے اور لاانتہا ہے۔غیر متغیر ہے۔اور اس کا کوئی خاندان نہیں۔اب ہم اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اقرار کرتے ہوئے جھک جاتے ہیں اور پھر کھڑے ہو جاتے ہیں۔کھڑے ہونے کے بعد ایسی حالت میں چلے

جاتے ہیں جس حالت کو لیٹنے سے قریب کہا جاسکتا ہے۔پھر اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔پھر سجدے میں چلے جاتے ہیں۔پھر اٹھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔آخری رکعت میں کافی دیر نہایت سکون و آرام سے بیٹھ کر ادھر اُدھر سلام پھیر دیتے ہیں۔غور وفکر کا مقام ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے زندگی میں ہر وہ حرکت کی ہے جو انسانوں سے سرزد ہوتی ہیں۔سب کی سب نماز میں سمودی ہیں۔مقصد یہی ہے کہ انسان کچھ بھی کرے کسی حال میں رہے اٹھے، بیٹھے، جھکے کچھ بولے ادھر ادھر دیکھے ہاتھ پیر چلائے کچھ سوچے ہر حالت میں اس کا قلبی و ذہنی ربط اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم رہے۔قرآن پاک میں نماز قائم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔یہ نہیں کہا گیا کہ نماز پڑھو۔

انبیاء علیھم السلام کی فکر

قانون یہ ہے کہ جب تک ہماری فکر اپنی پوری صلاحیتوں اور اپنی تمام تر توجہ کے ساتھ ایک نقطے کو تلاش نہ کرلے اور ہماری فکر کسی ایک جگہ پر قائم نہ ہوجائے ہم اس چیز کے صحیح مفہوم اور معنویت سے بے خبر رہتے ہیں۔ دماغی انتشار اور خیالات کی یلغار کے ساتھ ہم کوئی بھی کام کریں۔ اس کا صحیح نتیجہ مرتّب نہیں ہوتا۔ دراصل کسی چیز کے اندر اس کا وصف اور اس وصف میں معنویت سے ہی کوئی نتیجہ مرتب ہوتا ہے۔ مثلاً پانی سے پیاس اس لئے بجھ جاتی ہے کہ پانی کا وصف خشک رگوں کو سیراب کرتا ہے۔ آگ سے کھانا اس لئے پک جاتا ہے کہ آگ کا وصف یہ ہے کہ وہ اپنی گرمی سے چیزوں کو گلا کر قابل ہضم بنا دیتی ہے۔ جب تک ہمارے ذہن میں فی الواقع کسی چیز کا وصف اور معنویت موجود نہیں ہوتا۔ ہم اس چیز سے کوئی فائدہ حاصل نہیں کرسکتے۔ نماز کی حکمت اور معنویت پر اگر غور کیا جائے تو ایک ہی بات وجہ تسکین بنتی ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ سے قریب ہونے کا اور اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کا ایک موثر اور یقینی ذریعہ ہے۔ لیکن کسی چیز سے قریب ہونا اور کسی چیز کو پہچاننا اس وقت ممکن ہے۔ جب تک آدمی

اس چیز کی معنویت میں خود کو گم نہ کردے اس وقت تک وہ اس چیز سے واقف نہیں ہوتا اور معنویت میں گم ہوجانا اس وقت ممکن ہے۔ جب عقل وفہم اور سوچ کا ہر زاویہ کسی ایک نقطے پر مرکوز ہوجائے۔ یعنی کسی چیز کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے وہ شعوری اور غیر شعوری طور پر اس چیز سے اپنا ایک ربط قائم کرلے۔ وہ زندگی کا کام اور زندگی کی کوئی حرکت کرے۔ ذہنی طور پر اس کی تمام تر توجہ اس چیز کی معنویت تلاش کرنے میں مصروف رہے۔ انبیاء کرام علیھم السلام کے اندر یہی طرز فکر کام کرتی تھی۔ وہ ہر کام اور ہر عمل کا رخ ارادتاً اور طبیعتاً اللہ تعالیٰ کی طرف موڑ دیتے تھے۔ یعنی ان کے ذہن میں یہ بات راسخ ہوتی ہے کہ ہمارا ہر کام اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ انبیاء کرام نے اسی طرز فکر کو اپنانے کی پوری نوع انسانی کو ترغیب دی ہے۔ اور اپنی ساری زندگی اسی طرز عمل میں گزار دی ہے۔

امت کے لئے بہترین عمل

تمام آسمانی صحائف اور قرآن پاک سے یہ بات ثابت ہے کہ انسان کی اپنی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ہماری سماعت سے سنتے ہو۔ ہماری بصارت سے دیکھتے ہو۔ ہمارے فواد سے سوچتے ہو۔ تمہارا آنا ہماری طرف سے ہے۔ اور تم ہماری طرف ہی لوٹ جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر محیط ہے۔ اللہ ہی ابتداء ہے اللہ ہی انتہاء ہے۔ اللہ ہی ظاہر ہے اللہ ہی باطن ہے۔ جہاں تم ایک ہو وہاں دوسرا اللہ ہے۔ اور جہاں تم دو ہو وہاں تیسرا اللہ ہے۔ اللہ ہی پیدا کرتا ہے اور اللہ ہی پیدائش کے بعد پرورش کے وسائل فراہم کرتا ہے۔ اور اللہ ہی ہے جو بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

ہر نبی نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے اپنی امت کے لئے ایک پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اس پروگرام میں بنیادی بات یہ رہی ہے کہ بندے کا اللہ سے ایک رشتہ قائم ہو جائے۔ انبیاء کرام نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اس لئے تخلیق کیا ہے کہ بندے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں۔ اور ان کا ذہنی ربط اللہ تعالیٰ کے ساتھ قائم و دائم رہے۔ قربان جایئے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ربط قائم کرنے کیلئے

اقم الصلوۃ یعنی قائم نماز کی صورت میں ایک طریقہ متعین فرمادیا ہے۔ جیسا کہ ہم پچھلے صفحات میں عرض کر چکے ہیں کہ غور و فکر کرنے کے بعد یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ نماز میں زندگی کا ہر عمل اور ہر حرکت موجود ہے۔ یہ اعمال و حرکات بظاہر جسمانی ہیں، لیکن ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کے سامنے حضوری اور عرفانِ حق کا حصول ہے۔

زمان و مکان (Time and Space)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ اے آدم علیہ السلام تو اور تیری بیوی اس جنت میں رہو اور کھاؤ اس میں سے بے روک ٹوک جہاں سے تمہارا جی چاہے۔ مگر اس پیڑ کے قریب نہ جانا کہ حد سے بڑھنے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔ (سورۂ بقرہ آیت ۳۵)

جب تک سیدنا آدم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی حکم عدولی نہیں کی وہ جنت کی نعمتوں سے مستفیض ہوتے رہے۔ اور جب نافرمانی کے مرتکب ہوئے تو جنت کی فضا نے ان کو رد کر دیا اور وہ اسفل السافلین میں بھیج دیئے گئے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا کہ تحقیق کہ ہم نے انسان کو اچھی

صورت پر بنایا اور پھر بھیج دیا اسفل السافلین میں۔(سورۃ التین آیت ۴)

انسان کے اندر دو دماغ کام کرتے ہیں۔ایک دماغ جنتی دماغ ہے۔یعنی آدم علیہ السلام کی وہ حیثیت جب وہ نافرمانی کے مرتکب نہیں ہوئے تھے۔اور دوسرا وہ ''اسفل السافلین'' کا دماغ جو نافرمانی کے بعد وجود میں آیا۔ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیارات کے تحت جنت میں سیدنا آدم علیہ السلام کے اندر صرف ایک دماغ تھا جس کا شیوہ فرمانبردار ہو کر زندگی گزارنا تھا۔اور جب آدم علیہ السلام نے اپنا اختیار استعمال کر کے نافرمانی کے مرتکب ہوئے تو اس دماغ کے ساتھ دوسرا دماغ وجود میں آ گیا۔جو نافرمانی اور حکم عدولی کا دماغ قرار پایا۔جب تک آدم وحوّا رضی اللہ عنہما جنت کے دماغ کی حدود میں زندگی گزار رہے تھے۔تو وہ ٹائم اور اسپیس (Time and Space) کی قید سے آزاد تھے۔لیکن جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف عمل کیا تو ان پر ٹائم اور اسپیس مسلط ہو گیا۔یعنی آزاد ذہن قید و بند کی بلاؤں میں گرفتار ہو گیا۔ٹائم اور اسپیس میں قید ہو کر زندگی گزارنے کے لئے اس نے اصول و قواعد مرتب کر لئے۔مثلاً بھوک و پیاس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے کھیتی باڑی کا اہتمام اور محنت ومشقت کے ساتھ انتظار کی زحمت کو بھی گلے لگانا پڑا۔ جبکہ جنت میں اس کے لئے انتظار نام کی کوئی چیز نہ تھی۔سیدنا آدم علیہ السلام

جنت میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی مرتکب ہوئے تو اللہ تعالیٰ سے وہ ربط قائم نہیں رہا جو نافرمانی کے ارتکاب سے پہلے تھا۔چونکہ یہ ربط عارضی طور پر ٹوٹ گیا تھا۔اس لئے جنت کے دماغ نے انہیں رد کر دیا۔عربی کی مثل ہے کہ **کل شئی یرجع الی اصلہ** ۔ہر چیز اپنی اصل کی طرف لوٹتی ہے۔لہٰذا ہمیں اس دماغ کو حاصل کرنے کے لئے ٹائم اور اسپیس سے آزاد ہونے کا وہی طریقہ اختیار کرنا ہوگا جس طریقے سے ہم نے اس دماغ کو کھویا ہے۔یعنی ہم اپنے اختیارات کے تحت اس دماغ کو رد کر دیں جس کی حدود میں رہ کر ہم آزاد دماغ سے دور ہیں۔اور جس کے حدود کے تعین سے ہمارا وہ ربط قائم نہیں رہا جو جنت میں تھا،اس ربط کو تلاش کرنا اور اس ربط کو قائم کرنا قرآن پاک کی زبان میں اقم الصلوۃ یعنی قائم نماز ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ نماز قائم کرو۔یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا ربط اور تعلق قائم کرو۔ایسا ربط جو زندگی کے ہر حال وقال میں قائم رہے۔ہم جب کوئی چیز حاصل کرتے ہیں تو اس کے لئے ہمیں قربانی دینی پڑتی ہے۔وقت کی قربانی، صلاحیت کی قربانی، دماغ اور صحت کی قربانی، قربانی جتنی بڑھتی چلی جاتی ہے، اسی مناسبت سے ہم حصول مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

شعور اور لاشعور کیا ہے؟

انسان دورخ سے مرکب ہے۔ ایک شعور دوسرا لاشعور۔ شعور اس دماغ کا نام ہے جو بیداری میں کام کرتا ہے۔ اور لاشعور اس دماغ کا نام ہے جو حالت نیند اور خواب میں کام کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق بیداری کے حواس اور خواب کے حواس ایک ہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ بیداری کے حواس میں آدمی کے اوپر ٹائم اور اسپیس (Time and Space) رہتا ہے۔ اور خواب کی حالت میں آدمی ٹائم اور اسپیس سے آزاد ہو جاتا ہے۔ ٹائم اور اسپیس سے آزادی حاصل کرنے کے لئے ہمارے سامنے اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں کہ ہم بیداری کے حواس کو مغلوب کریں۔ اور خواب کے حواس کو اپنے لئے زندگی قرار دیں۔ موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ ہمارے اوپر بیداری کے حواس غالب ہیں۔ اور خواب کے حواس مغلوب ہیں۔ ہم غالب و مغلوب حواس میں ردوبدل ہو رہے ہیں۔ یعنی کبھی ہم بیداری کے حواس میں سرگرم عمل ہوتے ہیں، اور کبھی ہم ٹائم اور اسپیس سے آزاد ہو کر حالت خواب میں زندگی گزارتے ہیں۔ قرآن پاک نے ان حواسوں کا تذکرہ رات و دن کے نام سے کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ : ہم داخل کرتے ہیں رات کو دن میں اور داخل کرتے ہیں دن کو رات میں۔ (سورۂ یٰسین، آیت ۳۷)

دوسری جگہ ارشاد فرمایا کہ

ترجمہ : نکالتے ہیں دن کو رات میں سے اور نکالتے ہیں رات کو دن میں سے۔

یعنی حواس ایک ہی ہے۔ ان میں صرف درجہ بندی ہوتی رہتی ہے۔ دن کے حواس میں زماں و مکاں کی پابندی ضروری ہے۔ لیکن رات کے حواس میں زمان و مکان لازم نہیں ہوتا۔ رات کے یہی حواس ہیں۔ جو غیب میں سفر کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں اور ان ہی حواس سے انسان برزخ، اعراف، ملائکہ، ملاء اعلاء کا عرفان حاصل کرتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تذکرے میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے تیس راتوں کا وعدہ کیا اور پورا کیا ان کو دس سے تب پوری ہوئی مدت تیرے رب کی چالیس رات کی۔ (سورۂ بقرہ آیت ۵۱) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ چالیس رات میں توریت ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو عطا فرمایا۔ فرمان خداوندی بہت ہی زیادہ غور طلب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے چالیس دن میں وعدہ پورا کیا۔ صرف رات کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ظاہر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب چالیس دن اور چالیس رات کوہِ طور پر قیام فرمایا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ چالیس دن اور

چالیس رات۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اوپر رات کے حواس غالب رہیں۔
نبی کریم ﷺ کی معراج کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔
پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندۂ خاص (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھیں کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱) رات کے حواس یعنی سونے کی حالت میں ہم نہ کھاتے ہیں نہ بات کرتے ہیں اور نہ ہی ارادتاً ذہن کو دنیاوی معاملات میں استعمال کرتے ہیں۔اقم الصلوٰۃ یعنی قائم نماز کے پروگرام میں یہی عمل اختیار کرنے کا حکم دیتا ہے۔نماز کی حالت میں ہمارے اوپر تقریباً وہ تمام حواس وارد ہوجاتے ہیں جن کا نام رات ہے۔

معراج المومنین

اللہ تعالیٰ نبی ءکریم سرکار دو جہاں ﷺ کی معراج کے تعلق سے قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ" پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندۂ خاص (حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ) کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے اردگرد ہم نے برکت رکھیں کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں۔(سورۂ بنی اسرائیل آیت ۱)

ہم جب معراج کے معنی اور مفہوم کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔تو ہمارے سامنے یہ بات آتی ہے کہ معراج کے معنی غیب کی دنیا میں داخل ہونا ہے۔سرکارِ دو عالم ﷺ زمان ومکان (Time and Space) کو نظر انداز فرماتے ہوئے جسمانی اور روحانی طور پر مکہ معظّمہ سے مسجد اقصیٰ تشریف لے گئے۔وہاں موجود انبیاء کرام سید المرسلین وامام الانبیاء حضور اکرم ﷺ کی امامت میں نماز ادا کیں۔پھر سرکارِ دو جہاں ﷺ نے آسمانوں کی بلندی کا سفر شروع کیا۔آپ ﷺ پہلے آسمان پھر دوسرے آسمان پھر تیسرے آسمان پھر چوتھے آسمان پھر پانچویں آسمان پھر چھٹے آسمان اور پھر ساتویں آسمان اور

ان آسمانوں میں مقیم حضرات سے ملاقات کی۔اور جنت و دوزخ کے حالات حضور کے سامنے آئے۔فرشتوں سے گفتگو ہوئی۔ پھر آپ ﷺ نے عرش اعظم پر قیام فرمایا۔ جہاں حضور اکرم ﷺ کو معراج میں ایسا مقام عطا ہوا کہ جہاں اللہ تعالیٰ اور سرکار دو جہاں ﷺ کے درمیان دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا۔ ذو مرۃ فاستوی . وھو بالافق الاعلیٰ. ثم دنا فتدلی . فکان قاب قوسین او ادنی. فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ. ماکذب الفواد ما رایٰ ۔ ترجمہ : پھر اس جلوہ نے قصد فرمایا۔اور وہ آسمان بریں کے سب سے بلند کنارہ پر تھا۔ پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا۔ پھر خوب اتر آیا۔تو اس جلوے اور اس محبوب میں دو کمان کا فاصلہ رہا یا اس سے بھی کم۔ اب وحی فرمائی اپنے بندے کو جو وحی فرمائی۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا۔ (سورۂ نجم، آیت ۴ تا ۱۱)

معراج کے اس لطیف اور پرانوار واقع سے یہ بات سند کے طور پر پیش کی جاسکتی ہے کہ معراج کے معنی اور مفہوم غیب کی دنیا سے روشناس ہونے کے ہے۔ یہ معراج سرکار دو عالم ﷺ کی معراج ہے۔ نبی ء کریم ﷺ معراج کی اس عظیم نعمت سے مشرف ہوئے۔ اور اپنی امت کو الصلوۃ معراج المومنین کا بہترین تحفہ عطا فرمایا۔ یعنی جب کوئی مومن نماز میں قیام کرتا ہے تو

اس کے باطن کا وہ دریچہ کھل جاتا ہے جس میں سے وہ غیب کی دنیا میں داخل ہو کر وہاں کے حالات سے واقف ہو جاتا ہے۔ فرشتوں کا مشاہدہ کرتا ہے۔ نور کے ہالے میں بند ہو کر ٹائم اور اسپیس سے آزاد ہونے کے بعد اس کی روحانی پرواز آسمانوں کی رفعت کو چھو لیتی ہے۔ پھر وہ عرش معلیٰ پر اللہ کے سامنے سر بسجود ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ طبرانی کی حدیث شریف میں سرکار دو جہاں ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بندہ جب نماز کے لئے قیام کرتا ہے۔ تو تمام حجابات اٹھا لئے جاتے ہیں۔ جو اللہ اور بندے کے درمیان ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تم اللہ کی عبادت (اس حضورِ قلب) سے کرو۔ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر ایسا نہیں تو (یقین رکھو) کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔ وہ مومن جو نماز میں معراج حاصل کر لیتا ہے۔ اس کے اوپر اللہ تعالیٰ کی صفات کا نور بارش بن کر برستا ہے۔ یہ بات ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ سرکارِ دو جہاں ﷺ کے کسی امتی کی معراج روحانی طور پر اللہ تعالیٰ کی صفات تک ہوتی ہے۔ یعنی کوئی امتی نماز کے ذریعے فرشتوں سے ہمکلام ہو سکتا ہے۔ جنت کی سیر کر سکتا ہے۔ اور انتہا یہ ہے کہ ترقی کر کے اللہ تعالیٰ کا عارف بن سکتا ہے۔ ایسے مومن کو یہ شرف حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ عرش و کرسی کو دیکھ لیتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں اللہ تعالیٰ کا دیدار کر لیتی ہیں۔ کان اللہ تعالیٰ کی آواز سنتے ہیں۔ اور دل

اللہ تعالیٰ کی قربت سے آشنا ہوجاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی معراج جسمانی اور روحانی ہے۔ اور یہ ایک ایسا اعلیٰ مقام ہے جو صرف حضور اکرم ﷺ کے لئے مخصوص ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت المعمور تک رسائی حاصل ہوئی۔ بیت المعمور سے آگے حجابِ عظمت حجابِ کبریا اور حجابِ محمود کے مقامات ہیں۔ حجابِ محمود کے بعد مقام محمود ہے۔ اور یہ وہی مقام اعلیٰ ہے جہاں نبی کریم ﷺ معراج میں اللہ سے ہمکلام ہوئے۔ آگے کے صفحات کو پڑھنے کے بعد الصلوٰۃ معراج المومنین کی پوری حقیقت سمجھ میں آجائے گی۔

نماز میں حضورِ قلب

نماز کی حقیقت سے آشنا ہونے کے لئے اپنی روح کا عرفان حاصل کرنا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ یعنی جب تک نماز میں حضور قلب نہ ہوا ور تمام وسوسوں اور منتشر خیالی سے آزاد نہ ہو۔ پھر حقیقت اس کی نماز نماز نہیں۔ یہ ایسا عمل ہے جس کو جسمانی حرکت تو کہا جاسکتا ہے، لیکن اس عمل میں روحانی قدریں شامل نہیں ہوتیں۔ جب کوئی بندہ روح کی گہرائیوں کے ساتھ نماز قائم کرتا ہے تو

اس کے اوپر سے دماغ کی گرفت ٹوٹ جاتی ہے۔ جس دماغ کو ہم نے نافرمانی کا دماغ کہا ہے۔ جب کسی بندے کے اوپر سے نافرمانی کے دماغ کی گرفت کمزور ہوجاتی ہے۔ تو اس کے اوپر جنت کے دماغ کا غلبہ ہوجاتا ہے۔ اور جنت کا دماغ ٹائم اور اسپیس کی حد بندیوں سے آزاد ہوجاتا ہے۔ جب ٹائم اور اسپیس سے آزاد دماغ کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ تو ہمارے اوپر انوار کا نزول ہونے لگتا ہے۔ اور حالتِ نماز میں مفروضہ حواس سے ہمارا رشتہ منقطعہ ہوجاتا ہے۔ اس بے خبری کا نام اضطراب اور استغراق ہے۔ یعنی بندہ اللہ تعالیٰ کی تجلیات اور انوار میں جذب ہوکر کھو جاتا ہے۔

محبوبین کی نماز

سرکار دوعالم ﷺ کی نماز :

حضور اکرم ﷺ کی اقم الصلوٰۃ (قائم نماز) کا یہ عالم تھا کہ جب آپ نماز کے لئے قیام فرماتے تو آپ کے پائے مبارک میں ورم (سوجن) آجاتا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب آپ کو روکتیں تو آپ فرماتے کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بن جاؤں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز :

جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز کے لئے قیام فرماتے تو آپ کی حالت ایک سوکھی ہوئی لکڑی کی مانند ہو جاتی۔ اور ان پر شدت سے رقت طاری ہو جاتی تھی۔ اور سوز و گداز سے معمور فضا میں غیر مسلموں کی عورتیں اور بچے بھی رونے لگتے تھے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نماز :

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب نماز قائم کرنے کے لئے کھڑے ہوتے تھے تو ان کے رونے کی آواز پچھلی صف تک پہنچتی تھی۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فجر کی نماز کے لئے امامت فرما رہے تھے۔ صحابہ کرام صف با صف تھے۔ یکا یک ایک ازلی شقی اور بد بخت خنجر ہاتھ میں لئے ہوئے آگے بڑھتا ہے۔ اور خلیفۂ ثانی کے شکم مبارک کو چاک کر دیتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ غش کھا کر گر پڑتے ہیں۔ خون کا فوارہ ابل پڑتا ہے۔ اس ہولناک منظر میں بھی صفیں اپنی جگہ قائم رہتی ہیں۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آگے بڑھتے ہیں اور امامت کے فرائض پورا کرتے ہیں۔ دوگانہ پوری ہونے کے بعد خلیفہ وقت کو اٹھایا جاتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی نماز :

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ جب نماز کے لئے قیام فرماتے تو دنیا کی ہر چیز سے بے نیاز ہو کر اللہ کی طرف متوجہ ہوتے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی نے کہا تم نے ایک ایسے آدمی کو قتل کیا ہے جو ساری رات ایک رکعت میں قرآن ختم کرتا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نماز :

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب نماز قائم کرنے کا ارادہ فرماتے تو آپ کے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا۔ اور چہرے کا رنگ بدل جاتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اس امانت کو اٹھانے کا وقت آن پہنچا ہے جسے آسمانوں اور زمین کے سامنے پیش کیا گیا۔ لیکن وہ اسے اٹھانے کی ہمت نہ کر سکے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ران میں ایک تیر لگا اور آر پار ہو گیا۔ تیر نکالنے کی کوشش کی گئی تو آپ کو بہت تکلیف محسوس ہوئی۔ کسی صحابی نے مشورہ دیا کہ تیر اسی وقت نکالا جائے جب آپ نماز میں ہوں۔ چنانچہ آپ نے نماز کی نیت باندھی اور اس حد تک یکسو ہو گئے کہ گرد و پیش کی کوئی خبر نہ رہی۔ تیر کو آسانی کے ساتھ نکال کر

مرہم پٹی کردی گئی۔اور آپ کو تکلیف کا کچھ احساس تک نہ ہوا۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی نماز :

حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نمازی کے لئے تین خصوصی عزتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ جب وہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کے سر سے آسمان تک رحمتِ الٰہی گھٹا بن کر چھا جاتی ہے۔اور اس کے اوپر انوار بارش کی طرح برستے ہیں۔ دوسری یہ فرشتے اس کے چاروں طرف جمع ہوجاتے ہیں ۔ اور اس کو اپنے گھیرے میں لے لیتے ہیں۔تیسری بات یہ کہ ایک فرشتہ پکارتا ہے کہ اے نماز یوں اگر تم دیکھ لو کہ تمہارے سامنے کون ہے اور کس سے بات کررہے ہو تو خدا کی قسم قیامت تک سلام نہ پھیرو۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ کی نماز :

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ ایک روز مسجد میں نماز ادا کررہے تھے کہ یکا یک چھپر میں آگ لگ گئی۔اور آناً فاناً بھڑک اٹھی۔لیکن آپ بدستور نماز میں مصروف رہے۔ یہ واقعہ دیکھ کر لوگ جمع ہوگئے۔ بہت شور مچایا،لیکن آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔ جب آپ نماز سے فارغ ہوئے اور باہر تشریف لائے تو لوگوں

نے عرض کیا کہ حضرت ہم نے اتنی زور زور سے آوازیں دیں،لیکن آپ نے پرواہ تک نہ کی ۔آپ نے فرمایا کہ وہ یہ دنیا کی آگ سے بچانے کی کوشش کررہے تھے۔مگر میں اس وقت خدا کے دربار میں کھڑا تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی نماز :

نماز میں آپ کے اوپر اس قدر محویت طاری ہوجاتی تھی کہ قیام وسجدہ کا وقفہ طویل سے طویل تر ہوجاتا تھا۔لوگ سمجھتے تھے کہ بھول گئے ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن زبیر کی نماز :

حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نماز قائم کرتے تھے تو کئی کئی سورتوں کی تلاوتیں کرجاتے تھے۔اور اس طرح قیام کرتے تھے کہ لگتا تھا کہ ستون کھڑا ہے۔ جب سجدے میں جاتے تو اتنی دیر تک سجدے میں رہتے کہ حرم شریف کے کبوتر ان کی پیٹھ پر آکر بیٹھ جاتے تھے۔

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی نماز :

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ساری رات نہیں سوتے تھے۔اور فرمایا کرتے

تھے کہ تعجب ہے کہ فرشتے تو عبادت کرتے تھکتے نہیں اور ہم اشرف المخلوقات ہو کر تھک جائیں اور آرام کی نیند سو جائیں۔

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا کی نماز :

حضرت رابعہ بصری رضی اللہ عنہا دن رات کا اکثر حصہ نماز میں گزارتیں تھیں۔ اور فرماتی تھیں کہ باخدا اتنی نماز کہ قیام سے میری غرض ثواب حاصل کرنا نہیں ہے۔ بلکہ یہ چند رکعتیں اس لئے ادا کر لیتی ہوں تاکہ قیامت کے دن دوسرے انبیاء کرام کے سامنے حضور ﷺ یہ فرما کر سرخرو ہوں کہ یہ نماز میری امت میں سے ایک عورت کی ہے۔

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کی نماز :

حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ ایک دن خانۂ کعبہ کے قریب اقیم الصلوۃ تھے۔ جب آپ سجدے میں گئے تو کسی دشمن نے پاؤں کی انگلی کاٹ دی، سلام پھیرا تو خون پڑا ہوا دیکھا اور پھر پاؤں میں تکلیف محسوس کی۔ تب معلوم ہوا کہ کسی شخص نے انگلیاں کاٹ ڈالی ہیں۔

حضرت مسلم بن بشار رضی اللہ عنہ کی نماز :

حضرت مسلم بن بشار رضی اللہ عنہ کی شخصیت بہت بارعب تھی۔ آپ کے رعب کا یہ عالم تھا کہ آپ جب باہر سے گھر میں تشریف لاتے تو گھر والے آپ کے رعب سے خاموش ہو جاتے تھے۔ لیکن نماز میں وہ اس طرح محو و مستغرق ہو جاتے تھے کہ بچوں کے شور کا آپ کو قطعاً علم نہیں ہوتا تھا۔ ایک دفعہ آپ نماز کی نیت باندھے ہوئے تھے۔ اتفاق سے اس کمرے کے کسی کونے میں آگ لگ گئی۔ لیکن آپ نماز میں مشغول رہے۔ سلام پھیرنے کے بعد گھر والوں نے کہا کہ تمام محلے والے آگ بجھانے کے لئے جمع ہو گئے۔ اور آپ نے نماز نہ چھوڑی۔ حالانکہ ایسے وقت میں تو فرض نماز کی نیت توڑنا بھی جائز ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے خبر ہوتی تو ضرور نیت توڑ دیتا۔

ہر مرض کی دوا ہے

نماز دراصل ایسا نظام ہے جو انسان کو اپنی روح سے قریب کر دیتا ہے ۔اور جب کوئی بندہ اپنی روح کو جان لیتا ہے تو اس کے سامنے یہ بات آجاتی ہے کہ خود اللہ اس کی رہنمائی کرتا ہے۔اب آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ آپ کی ہستی اس وقت کیا ہوتی ہے۔اور آپ اللہ کے کتنے قریب ہوتے ہیں۔واقعہ یہ ہے کہ اس طرز عمل میں ہماری ہر تحریک اللہ کی تحریک پر مبنی ہوتی ہے۔اس طرز عمل کی نفسیاتی گہرائی پر غور کریں کہ انسان خالصتاً للہ جب کوئی کام کرتا ہے تو اسے کتنی بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے۔وہ خوشی اس کے اندر سما جاتی ہے۔جو اس کی روح کے کونے کونے کو منور کر دیتی ہے۔اس خوشی سے اس کی روح اتنی ہلکی ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے جسم کو بھول جاتا ہے۔اگر ہم اپنے بزرگوں کے حالت زندگی پر نظر ڈالیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ گویا وہ اسی قسم کی زندگی گزارتے تھے۔جس طرح ایک عام آدمی زندگی گزارتا ہے۔لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ وہ طرز عمل کی لذت سے آشنا تھے۔جب کہ ہم اس سے آشنا نہیں ہیں۔کیا سرکار دو عالم ﷺ کے ہر امتی کے لئے یہ ممکن نہیں جیسا کہ ہمارے بزرگوں کے لئے ممکن ہوا۔یقیناً ہم سب کے لئے ممکن ہے۔لیکن

ہم غفلت میں ہیں۔ہمارے بزرگوں نے اس لذت سے آشنا ہو کر نماز اور حقیقی نماز کی برکت سے ایک بڑی جماعت کی شکل اختیار کی اور چند لوگوں کی جماعت نے دنیا کو الٹ پلٹ کر نقشہ بدل دیا۔مگر جب مسلمانوں نے نماز کو نماز کی طرح ادا کرنا چھوڑ دیا اور مقدس کیمیاء اثر عبادت کو ایک رسم بنا دیا۔تو قدرت نے اس غلطی کی وجہ سے ہم سے ہر قسم کی سرداری اور حاکمیت چھین لی۔ ہماری روح میں حرارت باقی نہ رہی۔سوز و گداز، عجز و انکساری، حلم و علم، فہم و عقل، اور فکر سلیم سے ہم تہہ دامن ہو گئے۔نماز میں ارتکاءِ توجہ روح کا عرفان دل کا گداز اور اللہ سے دوستی نہ ہو تو ایسی نماز اس جسم کی طرح ہے جس میں روح نہ ہو۔اگر ہم اپنی نماز اللہ اور اس کے بتائے ہوئے طریقوں پر ادا کرتے ہیں۔ تو پھر ہماری نمازیں نمازیں کیوں نہیں؟ ہم ان برکات و انعامات سے کیوں بے بہرہ ہیں؟ جن سے ہمارے اسلاف مالا مال تھے۔اللہ اور اس کے برحق رسولِ مقبول ﷺ کے ارشاد کے مطابق نماز ہر مرض کا علاج ہے۔اور ہمارے اندر ہر زخم بھرنے کے لئے مرہم اور ہر درد کا مداوا ہے۔لیکن ہم نے اپنی مصلحتوں کے پیش نظر اس عمل کو بے روح بنانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ تمام نبیوں نے خدا پرستی اور نیک عمل کی دعوت دی ہے۔وہ ان مقدس اور پاکباز ہستیوں میں ہیں جن کے اوپر خدا کا انعام ہوا۔اور جو سادات اور

کامیابیوں کے لئے چن لئے گئے۔لیکن سادات نا آشنا شقاوت پسند لوگوں نے اللہ کے فرمانبردار صالح اور راست باز قدسی نفس حضرات کی تعلیمات کو فراموش کردیا۔اور شیطان کے پیروکار بن گئے۔

ترجمہ : تو ان کے بعد ان کی جگہ وہ ناخلف آئے جنہوں نے نمازیں گنوائیں اور اپنی خواہشوں کے پیچھے ہوئے تو عنقریب وہ دوزخ میں غی کا جنگل پائیں گے۔(سورۂ مریم،آیت ۵۹) آیت مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ نماز عبادت کا جوہر ہے۔اگر ہم اس کی حقیقت سے باخبر نہ ہوئے تو سب کچھ ضائع ہوگیا۔علم اخلاقیات پر اگر غور کیا جائے تو ترقی کا سب سے بڑا اور سب سے موثر ذریعہ انسان کا اپنا ذاتی وصف ہے۔اور وصف کی کامل تصویر نماز کی حرکات وسکنات سے بنی ہے۔نبیءکریم ﷺ کے ارشاد کے مطابق کردار کی بہترین محرک نماز ہے۔اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ

ترجمہ : اے ایمان والوں صبر اور نماز سے مدد چاہو۔بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۔(سورۂ بقرہ،آیت ۱۵۲)

یہی دو قوتیں جن کے ذریعے ہم اپنی تمام مشکلات آزمائشوں،تکلیفوں،ذلت اور رسوائی سے نجات پاسکتے ہیں۔اگر مسلمانوں میں یہ دوقوتیں جمع ہوجائیں تو دنیاوی بادشاہت کا سہرا ان کے سر پر سجے گا۔دین ودنیا میں کبھی ناکام نہ ہوں

گے۔نماز روحانیت کا سرچشمہ ہے۔نماز ایسا قلعہ ہے جو برائیوں کے لشکر سے ہماری حفاظت کرتا ہے۔نماز انسان کو تمام برائیوں سے روکتی ہے۔صرف حرکات کو پورا کرلینے کا نام نماز نہیں ہے۔نماز کی غرض وغایت کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔قرآن مجید رسمی نماز قائم کرنے کا حکم نہیں دیتا۔تمام ارکان کی تکمیل کا حکم دیتا ہے۔صاف صاف اور واضح طور پر کہتا ہے کہ ذہنی کلیوں اور حضور قلب کے بغیر نماز نہیں۔

ترجمہ : اے محبوب پڑھو جو کتاب تمہاری طرف وحی کی گئی اور نماز قائم فرماؤ بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔

(سورۂ عنکبوت،آیت ۴۴)

نماز میں خیالات کی یلغار

عام طور پر لوگ اس بات کی شکایت کرتے ہیں کہ نماز میں یکسوئی نہیں ہوتی جیسے ہی نماز کی نیت باندھتے ہیں خیالات کی یلغار شروع ہو جاتی ہے۔ بعض وقت تو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ ہم نے نماز میں کون کون سی سورتیں پڑھی ہیں۔ سلام پھیرنے کے بعد کچھ ایسے تاثر قائم ہو جاتے ہیں کہ ایک بوجھ تھا جو اتار کر پھینک دیا گیا نہ کوئی کیفیت ہوتی ہے اور نہ کوئی سرور حاصل ہوتا ہے۔ جب کہ نماز اطمینانِ قلب اور غیب کی دنیا سے متعارف ہونے کا ایک بڑا ذریعہ ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم نماز کی ادائیگی میں اتنی جلدی کرتے ہیں کہ نماز کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ جتنی دیر میں خشوع وخضوع کے ساتھ ایک رکعت بھی ختم نہیں ہو پاتی اتنی دیر میں پوری نماز ختم کر لی جاتی ہے۔ رکوع و سجود میں اتنی جلدی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے کہ اتنی دیر میں ایک بار سبحان ربی العظیم اور سبحان ربی الاعلیٰ نہیں کہا جاسکتا۔ رکوع میں ذرا جھکیں گھٹنوں پر ہاتھ رکھے سر اٹھایا کمر سیدھی بھی نہیں ہوئی کہ سجدے میں چلے گئے سجدے میں سے اٹھے۔ ابھی صحیح طرح بیٹھے بھی نہ تھے کہ دوسرا سجدہ کیا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ یاد رکھئے

اس طرح نماز ادا کرنا نماز کی بے حرمتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور گویا گستاخی ہے ایسی نماز ہرگز نماز نہیں ہے۔ بلکہ ایک ناقص عمل ہے جو قیامت کے روز ہمارے لئے وجہ شرمندگی و پشیمانی بن جائیگا۔ اور ہمیں اس سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

ترجمہ۔ اور خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے بھولے بیٹھے ہیں اور جو دکھاوا کی نماز پڑھتے ہیں (سورۃ ماعون)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بدترین چوری کرنے والا وہ شخص ہے جو نماز میں چوری کرے صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں کس طرح چوری کرے گا آپ ﷺ نے فرمایا نماز میں اچھی طرح رکوع وسجدہ نہ کرنا نماز میں چوری ہے۔

اذان کی اہمیت

ہمارا عام مشاہدہ ہے کہ ہم جب کسی سے ہمکلام ہونا چاہتے ہیں تو اسے اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ متوجہ کرنے کے بہت سے طریقے ہو سکتے ہیں کوئی چیز بجا کر متوجہ کیا جائے، آواز دے کر متوجہ کیا جائے کسی کے ذریعہ پیغام بھیج کر متوجہ کیا جائے۔ ذہنی یا روحانی طور پر توجہ کے ساتھ متوجہ کیا جائے۔ ہر مذہب میں اپنے پیروکاروں کو متوجہ کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ رائج ہے۔ کہیں گھنٹہ اور گھڑیال بجا کر لوگوں کو پرستش اور عبادت کے لئے جمع کیا جاتا ہے۔ تو کہیں شنکھ بجا کر پجاریوں کو پوجا پاٹ کی دعوت دی جاتی ہے۔ اور لوگوں کو ایک مرکز پر جمع کیا جاتا ہے۔ نوع انسانی میں جو چیز رائج ہو جاتی ہے وہ برقرار رہتی ہے صرف طرزوں میں تبدیلی واقع ہوتی رہتی ہے۔ اسلام میں امت مسلمہ کو ایک مرکز پر جمع کرنے اور اللہ کی پرستش کے لئے بلانے کا جو طریقہ رائج ہے اس کا نام اذان ہے اذان اپنی جگہ ایک عبادت بھی ہے۔ اسلام نے اللہ کے نام کے منادی کرنے والوں کو عزت سے سرفراز کیا ہے۔ ایک آدمی صاف ستھرے لباس کے ساتھ ایک اونچے مقام پر کھڑا ہو کر ادب و احترام کے جذبے سے سرشار با آواز بلند صدا لگاتا ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر پھر وہ

اللہ کی بادشاہی اور حاکمیت کی شہادت دیتا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رسالت کی گواہی دیتا ہے۔ پھر وہ اپنے دائیں بائیں اعلان کرتا ہے۔ نماز خیر و برکت ہے۔ نماز فلاح دارین ہے۔ یہ اعلان اللہ کی بڑھائی سے شروع ہوتا ہے۔ اور اللہ کی عظمت و رحمت پر ختم ہو جاتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اذان سے یہ بات پوری طرح واضح کر دی جاتی ہے کہ ہر کام کی ابتدا اور کام کی انتہاء اللہ ہے۔ اذان دینے والا بندہ خوش الحان ہونا چاہئے اس کے دل و دماغ روشن اور پاکیزہ ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ آواز کے ساتھ جذبات بھی نشر ہوتے ہیں اگر موذّن کے جذبات لطیف نہیں ہیں اور اس کا دماغ محلے سے آنے والی خوراک اور روٹیوں میں ملوث ہے۔ تو ایسے آدمی کا ذہن سوز و گداز سے خالی ہوگا۔ اور جب ذہن میں سوز و گداز نہیں ہوگا تو آواز کے صوتی اثرات دوسرے لوگوں کو متاثر نہیں کریں گے۔ نمازیوں کے اوپر بھی یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ موذن کو اس کے شایان شان درجہ دیں۔ اور اس کی عزت و تکریم میں کمی نہ آنے دیں۔

طریقت کا وضو

طریقت کا وضو مرشد کامل کے دست حق پرست پر ہوتا ہے جس میں تمام اعضاء کو گناہِ کبیرہ اور گناہِ صغیرہ سے بچنے کی ہدایت دی جاتی ہے۔(۱) مثلاً دونوں ہتھیلیوں کا وضو یہ ہے کہ غیروں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے روکنا ہے اور اسی کو بارگاہِ الٰہی میں لوگوں کی بھلائی کے لئے اٹھانا ہے(۲) زبان جسم کا ایک اہم عضو ہے جو چوٹ تیر وتلوار نہیں پہنچا سکتے وہ زبان چوٹ پہنچا سکتی ہے۔ اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ نیزے کا زخم بھر جاتا ہے لیکن زبان کا نہیں۔ زبان کو بدگوئی سے روکنا اور اللہ کے ذکر میں سرشار کرنا ہے (۳) ناک کا وضو یہ ہے کہ دنیا کی بدبو سے خود کو روکنا ہے(۴) چہرے کا وضو یہ ہے کہ چہرے کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف رکھنا ہے۔ یعنی غیر اللہ کی طرف رخ نہ کرنا۔ اور ہر شئی میں جمالِ خدا کا مشاہدہ کرنا ہے(۵) دونوں ہاتھوں کا وضو یہ ہے کہ ہر غلط کام کے استعمال سے روکنا ہے۔(۶) سر کا مسح یعنی دماغ کو غیر اللہ کے خیال میں مبتلا ہونے سے روکنا ہے۔(۷) پیروں کا وضو یہ ہے کہ پیروں کو غلط راہ پر چلنے سے روکنا ہے۔ یہ طریقت کا وضو بھی ہے اور طریقت کا روزہ بھی۔

وضو کی سائنسی توجیہ

سائنسی تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ نباتات، جمادات حیوانات اور انسانی زندگی ایک برقی نظام کے تحت رواں دواں ہیں۔ انسانی جسم سے حاصل ہونے والی بجلی کی طاقت ایک ٹارچ جیسی ریڈیو چلانے کے لئے کافی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ کسی درخت کے پتے پر مکھی بیٹھ کر اس کے ریشوں کو حرکت دیتی ہے تو پتے میں برقی رو دوڑنے لگتی ہے۔ سمندر میں رہنے والی Electricfish (برقی مچھلی) اپنی برقی قوت سے انسان کو چونکا سکتی ہے یہ مچھلی اپنی خوراک حاصل کرنے کے لئے ریت میں چھپ جاتی ہے اور جب مچھلیاں پاس آتی ہیں تو اپنے اندر کام کرنے والی برقی رو سے انہیں بیہوش کر دیتی ہے۔ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ جسم میں سوئی چبھونے اور گرم و سرد پانی میں بھگونے سے ایک ہلکی برقی رو پیدا ہوتی ہے۔ معمولی آواز روشنی ذائقہ اور بو کے احساسات سے بھی انسانی جسم میں برقی رو پیدا ہوتی ہے۔

نماز کے لئے وضو کرنا ضروری ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جب کوئی بندہ وضو کی نیت کرتا ہے تو روشنیوں کا بہاؤ ایک عام ڈگری سے ہٹ کر اپنی راہ تبدیل کر لیتا ہے۔ وضو کرنے کے ساتھ ساتھ ہمارے اعضاء سے برقیے نکلتے

رہتے ہیں اور اس عمل سے اعضاءِ جسمانی کو ایک نئی طاقت اور قوت حاصل ہو جاتی ہے۔ بے شک بندہ جب وضو کرے اور اچھی طرح کرے یعنی خشوع و خضوع کے ساتھ پھر نماز کے لئے کھڑا ہو جائے تو اللہ اس کی جانب توجہ فرماتا ہے اس سے سرگوشی فرماتا ہے۔ اور اس کی جانب سے توجہ نہیں پھیرتا۔ جب تک وہ شخص خود اپنی توجہ پھیر لے یا دائیں بائیں توجہ کر لے۔

ہاتھ دھونا :-

جب ہم وضو کے لئے ہاتھوں کو دھوتے ہیں تو انگلیوں کے پوروں میں سے نکلنے والی شعائیں ایک ایسا حلقہ بنا لیتی ہیں جس کے نتیجے میں ہمارے اندر دورہ کرنے والا برقی نظام تیز ہو جاتا ہے اور برقی رَو ایک حد تک ہاتھوں میں سمٹ آتی ہے اس عمل سے ہاتھ خوبصورت ہو جاتے ہیں صحیح طریقے پر وضو کرنے سے انگلیوں میں ایسی لچک پیدا ہو جاتی ہے جس سے آدمی کے اندر تخلیقی صلاحیتوں کو کاغذ یا کینوس پر منتقل کرنے کی خفیہ صلاحیتیں بیدار ہو جاتی ہیں۔

کلی کرنا :-

ہاتھ دھونے کے بعد ہم کلی کرتے ہیں کلی کرنے سے جہاں منہ کی صفائی ہوتی ہے وہاں دانتوں کی بیماریوں سے نجات ملتی ہے جبڑے مضبوط ہو جاتے ہیں اور دانتوں میں چمک دمک پیدا ہو جاتی ہے۔ وضو کرتے وقت نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسواک کی تاکید فرمائی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مسواک منہ کو صاف اور بینائی کو تیز کرتی ہے۔ مسواک آدمی کے اندر فصاحت پیدا کرتی ہے۔

ناک میں پانی ڈالنا :-

کلی کرنے کے بعد ناک میں پانی ڈالا جاتا ہے۔ ناک انسانی جسم میں ایک نہایت اہم اور قابلِ توجہ عضو ہے۔ ناک کی زبردست صلاحیت یہ ہے کہ آواز میں گہرائی اور سہانا پن پیدا کرتی ہے۔ ذرا انگلیوں سے ناک کے نتھنوں کو دبا کر بات کرنے کی کوشش کیجئے آپ کو فرق معلوم ہو جائیگا۔ ناک کے اندر پردے آواز کی خوبصورتی میں ایک مخصوص کردار ادا کرتے ہیں۔ کاسہءِ سر کو روشنی فراہم کرتے ہیں۔ ناک کے خاص فرائض میں صفائی کے کام کو بڑا دخل ہے۔ یہ پھیپھڑوں کے لئے ہوا کو صاف مرطوب گرم اور موزوں بناتی ہے۔ ہر آدمی کے اندر روزانہ تقریباً پانچ سو مکعب فٹ ہوا ناک کے ذریعہ داخل ہوتی ہے۔ ہوا کی اتنی بڑی مقدار سے ایک بڑا کمرہ بھرا جا سکتا ہے۔ برف باری کے موسم میں منجمد اور خشک دن آپ برف پوش میدان میں (skating) اسکیٹنگ شروع کر دیں لیکن آپ کے پھیپھڑے خشک ہوا سے کوئی دلچسپی نہیں رکھتے وہ اس کی ایک رمق قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے انہیں اس وقت بھی ایسی

ہوا کی ضرورت ہوتی ہے جو گرم اور مرطوب فضاء میں ملتی ہے۔یعنی وہ ہوا جس میں سے اسکی اسّی ۸۰ فیصد رطوبت ہو۔اور جس کا درجہ حرارت نوے ۹۰ کے فارن ہائٹ (Fahrenheit) سے زیادہ ہو پھیپھڑے جراثیم سے پاک دھوئیں یا گرد وغبار اور آلودگیوں سے مصفا ہوا طلب کرتے ہیں۔ایسی ہوا فراہم کرنے والا معمولی ائیر کنڈیشنر (Air conditioner) ایک چھوٹے ٹرک کے برابر ہوتا ہے۔لیکن ناک کے اندر نظام قدرت نے اس کو اتنا مختصر (Integrated) کردیا ہے کہ وہ صرف پانچ انچ لمبا ہے ناک ہوا کو مرطوب بنانے کے لئے تقریباً چوتھائی گیلن نمی روزانہ پیدا کرتی ہے۔صفائی اور دوسرے سخت کام نتھنوں کے بال انجام دیتے ہیں۔ ناک کے اندر ایک خوردبینی جھاڑو ہے۔اس جھاڑو کے اندر نظر نہ آنے والے (غیر مرئی) رَوئیں ہوتے ہیں جو ہوا کے ذریعے معدے کے اندر پہنچنے والے مضر جراثیم کو ہلاک کردیتے ہیں۔جراثیم کو اپنے مشینی انداز میں پکڑنے کے علاوہ ان غیر مرئی رَوؤں کے پاس ایک دفاعی ذریعہ ہے جسے انگیریزی میں (Lysozium) لائی سوزیم کہتے ہیں اس دفاعی کے ذریعے سے ناک آنکھوں کو انفیکشن (infection) سے بچاتی ہے جب کوئی نمازی وضو کرتے وقت ناک کے اندر پانی ڈالتا ہے تو پانی کے اندر کام کرنے والی برقی رَو ان غیر مرئی روؤں کی

کارکردگی کو طاقت پہنچاتی ہے۔جس کے نتیجے میں بے شمار بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔

چہرہ دھونا :۔

چہرہ دھونے میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ اس سے عضلات (Muscles) میں لچک اور چہرے کی جلد میں نرمی اور طاقت پیدا ہوجاتی ہے۔گرد وغبار سے بند مسامات کھل جاتے ہیں۔ چہرہ بارونق اور پرکشش اور بارعب ہوجاتا ہے۔دورانِ خون (Blood Pressure) کم یا زیادہ ہو تو اس کے اندر اعتدال پیدا ہوجاتا ہے۔منہ دھوتے وقت جب پانی آنکھوں میں جاتا ہے تو اس سے آنکھوں کے عضلات (Muscles) کو طاقت پہنچتی ہے۔ آنکھوں میں سفیدی اور پتلی میں چمک غالب آجاتی ہے۔وضو کرنے والے بندے کی آنکھیں پرکشش خوبصورت اور پرخمار ہوجاتی ہیں۔چہرے پر تین بار ہاتھ پھیرنے سے دماغ پرسکون ہوجاتا ہے۔

کھنیوں تک ہاتھ دھونا :۔

کہنیوں تک ہاتھ دھونے میں یہ مصلحت پوشیدہ ہے کہ اس عمل سے آدمی کا تعلق براہِ راست سینے کے اندر ذخیرہ کرنے والی روشنیوں سے قائم ہوجاتا ہے۔اور روشنیوں کا ہجوم ایک بہاؤ کی شکل اختیار کرلیتا ہے۔اس عمل

سے ہاتھوں کے عضلات (Muscles) مضبوط اور طاقتور ہوجاتے ہیں۔

سر کا مسح کرنا :۔

کاسہء سر کے اوپر بال آدمی کے اندر انٹینا (Antenna) کا کام کرتے ہیں۔ یہ بات ہر باشعور شخص جانتا ہے کہ آدمی اطلاعات (Information) کے ذخیرے کا نام ہے۔ جب تک اسے کسی عمل کے بارے میں اطلاع نہ ملے وہ کوئی کام نہیں کرتا۔ مثلاً کھانا ہم اس وقت کھاتے ہیں جب ہمیں بھوک کی اطلاع ملتی ہے۔ پانی اس وقت پیتے ہیں جب ہمارے اندر پیاس کا تقاضہ پیدا ہوتا ہے۔ سونے کے لئے بستر پر اس وقت لیٹتے ہیں جب ہمیں یہ اطلاع ملتی ہے کہ اب ہمارے اعصاب کو آرام کی ضرورت ہے۔ خوشی کے جذبات وہ احساسات ہمارے اوپر اس وقت مظہر بنتے ہیں۔ جب ہمیں خوشی سے متعلق کوئی اطلاع فراہم ہوتی ہے۔ اس طرح غیض وغضب کی حالت کا انحصار بھی اطلاع پر ہے۔ وضو کرنے کی نیت در اصل ہمیں اس بات کی طرف متوجہ کر دیتی ہے کہ ہم یہ کام اللہ کے لئے کر رہے ہیں۔ وضو کے ارکان پورے کرنے کے بعد جب ہم سر کے مسح تک پہنچتے ہیں تو ہمارا ذہن غیر اللہ سے ہٹ کر اللہ کے ذات کی طرف مرکوز ہو چکا ہوتا ہے۔ مسح کرتے وقت جب ہم سر پر ہاتھ پھیرتے ہیں تو سر کے بال ان اطلاعات کو

قبول کرتے ہیں جو ہر قسم کی کثافات اور محرومی اور اللہ سے دوری کے متضاد ہیں ۔یعنی بندے کا ذہن اس اطلاع کو قبول کرتا ہے۔ جو مصدر اطلاعات اللہ تعالیٰ سے براہِ راست ہم رشتہ ہے۔

گردن کا مسح :۔

ماہرین روحانیت نے انسانی جسم کو چھ حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ایک حصہ ''حبل الورید'' ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میں رگ جان سے قریب ہوں ۔ یہ رگ جاں (حبل الورید) سر اور گردن کے درمیان میں واقع ہے۔ گردن کا مسح کرنے سے انسانی جسم کو ایک خاص توانائی حاصل ہوجاتی ہے۔ جس کا تعلق ریڈھ کے اندر حرام مغز (Medulla ablongat) اور تمام جسمانی جوڑوں سے ہے۔ جب کوئی نمازی گردن کا مسح کرتا ہے تو ہاتھوں کے ذریعے برقی رَو نکل کر جان میں ذخیرہ ہوجاتی ہے۔ اور ریڈھ کی ہڈی (Spinal Chord) کو اپنی گزرگاہ بناتے ہوئے جسم کے پورے اعصابی نظام میں پھیل جاتی ہے۔ جس کے ذریعے اعصابی نظام (Nervous System) کو توانائی ملتی ہے۔

پیروں کا مسح کرنا یا دھونا :

جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ دماغ اطلاعات کو قبول کرتا ہے۔ اور یہ

اطلاعات لہروں کے ذریعے منتقل ہوتی ہیں۔ اطلاع کی ہر لہر ایک وجود رکھتی ہے۔ وجود کا مطلب متحرک رہنا ہے۔ قانون یہ ہے کہ روشنی ہو یا پانی اس کے لئے بہاؤ ضروری ہے۔ اور بہاؤ کے لئے ضروری ہے کہ اس کا کوئی مظہر بنے اور وہ خرچ ہو۔ جب کوئی بندہ پیر دھوتا ہے تو زائد روشنیوں کا ہجوم (Poison) پیروں کے ذریعے ارتھ ہوجاتا ہے۔ اور جسم انسانی زہریلے مادوں سے محفوظ رہتا ہے۔

خوشخبری! خوشخبری! خوشخبری!

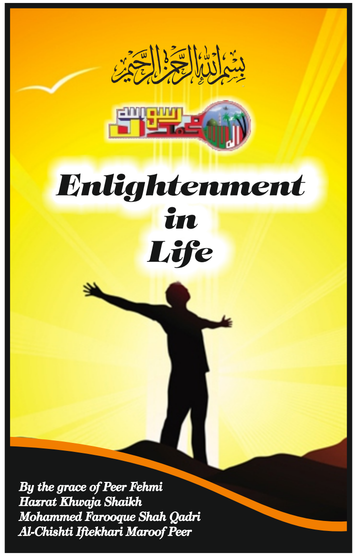

کتاب (Prayer of Heart) اور (Enlightenment in Life) انگلش میں بہت ہی جلد منظر عام پر آرہی ہیں۔

ارکان نماز کی سائنسی وضاحت

وضو کرنے کے بعد نہایت آرام دہ نشست سے قبلہ رو بیٹھ جائیں۔ تین بار درود شریف پڑھیں۔ پھر تین بار استغفار پڑھ کر آنکھیں بند کرلیں۔ ایک منٹ یا تین منٹ یا پانچ منٹ جتنا آپ کو وقت مل جائے۔ اور یہ تصور قائم کرے کہ اللہ کی عبادت (اس حضور قلب) سے کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو۔ اگر ایسا نہیں تو (یقین رکھو) کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

اس کے بعد کھڑے ہوکر نیت باندھ لے۔ نماز میں کھڑے ہوتے وقت اس بات کا خیال رکھا جائے کہ دونوں پیر ایک دوسرے کے متوازی ہوں۔ اور ان کے درمیان اندازاً چھ انچ کا فاصلہ رہے۔ نماز کے تمام ارکان میں ریڑھ کی ہڈی سیدھی رکھی جائے۔ جبکہ سر تھوڑا سا جھکا ہوا ہو۔ نگاہ سجدے کی جگہ مرکوز رہے۔ دونوں پیر ایک جگہ جمے رہیں۔ ہلائے جلائے نہ جائیں۔ دورانِ قیام ثناء کے بعد سورۂ فاتحہ اور قرآن پاک کی آیتیں الگ الگ الفاظ ادا کرکے پڑھیں۔ الفاظ خوب توجہ سے سنیں۔ اور یہ دیکھیں کہ ایک ایک لفظ الگ الگ ادا ہورہا ہے۔ زیادہ بہتر اور مناسب یہ ہے کہ ان صورتوں کا ترجمہ یاد کرلیں جو

سورتیں آپ کو حفظ ہیں۔عربی پڑھتے وقت ان کے ترجمے پر بھی دھیان دیں۔ جب آپ کی توجہ قرآن پاک میں مرکوز ہوجائے گی تو آپ اردگرد سے بے خبر ہوجائیں گے۔اور نماز میں یکسوئی نصیب ہوگی۔ یہی وہ یکسوئی ہے جسے اقیم الصلوۃ یعنی قائم نماز یا اللہ کے ساتھ ربط کہا گیا ہے۔

نیت باندھنا:

دماغ میں خربوں خلیے کام کرتے ہیں۔اور خلیوں میں برقی رَو دوڑتی رہتی ہے۔اس برقی رَو کے ذریعے خیالات شعور اور تحت الشعور سے گزرتے رہتے ہیں۔دماغ میں خربوں خلیوں کی طرح خربوں خانے بھی ہوتے ہیں۔ دماغ کا ایک خانہ وہ ہے جس میں برقی رو فوٹو لیتی رہتی ہے اور تقسیم کرتی رہتی ہے۔یہ فوٹو بہت ہی زیادہ باریک ہوتی ہے یا بہت ہی زیادہ چمکدار۔ایک دوسرا خانہ ہے جس میں کچھ اہم باتیں ہوتی ہیں۔ان اہم باتوں میں وہ باتیں بھی ہوتی ہیں جن کو شعور نے نظر انداز کر دیا ہے۔اور جن کو ہم روحانی صلاحیت کا نام دے سکتے ہیں۔نمازی جب ہاتھ اٹھا کر سر کے دونوں طرف کانوں کی جڑ میں انگوٹھے رکھ کر نیت باندھتا ہے تو ایک مخصوص برقی رو نہایت باریک رگ کو اپنا کنڈینسر (Condensor) بنا کر دماغ میں جاتی ہے۔اور دماغ کے اندر اس خانے کے خلیے کو چارج کر دیتی ہے۔جس کو شعور نے نظر انداز کر دیا تھا

۔یہ خلیے چارج ہوتے ہی دماغ میں روشنی کا ایک دھماکہ کرتے ہیں۔اور اس دھماکے سے تمام اعصاب متاثر ہو کر اس خانہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔جس میں روحانی صلاحیتیں مخفی ہیں۔ساتھ ہی ساتھ ہاتھ کے اندر ایک تیز برقی رَو دماغ سے منتقل ہوجاتی ہے۔جب کانوں سے ہاتھ اٹھا کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھے جاتے ہیں تو ہاتھوں کے کنڈینسر سے ناف میں بجلی کا ذخیرہ ہوجاتا ہے۔زیر ناف ہاتھ باندھنے کی صورت میں جنسی اعضاء جو نظام برقی کا ایک قوی عضو ہے کو طاقت ملتی ہے تاکہ نوع انسانی کی نسل دوسری نوعوں سے ممتاز اور اشرف رہے۔اب ثناء پڑھا جاتا ہے۔جیسے ہی یہ الفاظ ادا ہوتے ہیں۔ روح اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ صفاتِ الٰہیہ میں جذب ہوجاتی ہے۔اور پورے جسمانی نظام میں اللہ تعالیٰ کی صفت روشنی بن کر سرایت کر جاتی ہے۔ جسم کا رواں رواں اللہ کی پاکی بیان کرنے میں مشغول ہوجاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تو دیکھتا کہ وہ پہاڑ اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہوجاتا۔(سورۂ حشر،آیت ۲۱)

آیتِ مقدسہ کا مفہوم یہ ہے کہ نماز شروع کرتے ہی انوارِ الٰہی کا ذخیرہ کرنے کی وہ صلاحیت پیدا ہوجاتی ہے جس کے پہاڑ بھی متحمل نہیں ہوسکے۔

ثناء کے بعد جب نمازی قرآن پڑھتا ہے تو وہ شعوری طور پر اپنی نفی

کردیتا ہے۔اور قرآن کے انوار اس کے سامنے آجاتے ہیں۔وہ اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ بیشک اللہ نے مجھے اس کا اہل بنایا ہے کہ میں قرآن کے انوار سے مستفیض ہوسکتا ہوں۔

سینے پر ہاتھ رکھنا:

خواتین نیت کے بعد جب سینے پر ہاتھ باندھتی ہیں تو دل کے اندر صحت بخش حرارت منتقل ہوجاتی ہے۔اور وہ گدود نشو ونما پاتے ہیں۔جن کے اوپر بچوں کی غذا کا انحصار ہے۔نماز قائم کرنے والی ماؤں کے دودھ میں یہ تاثیر پیدا ہوجاتی ہے کہ بچوں کے اندر براہِ راست انوار کا ذخیرہ ہوتا رہتا ہے۔جس سے ان کے اندر ایسا نصب العین (Pattern) بن جاتا ہے کہ جو بچوں کی شعور کو نورانی بناتا ہے۔ایسے بچوں میں رضا وتسلیم کی کیفیت پیدا ہوکر بچوں میں خوش رہنے کی عادت ڈالتی ہے۔نمازی ماؤں کے بچوں کے اندر گہرائی میں تفکر کرنے اور لطیف سے لطیف تر معنی پہچاننے اور سمجھ بوجھ کی صلاحیتیں روشن ہوجاتی ہیں۔

رکوع کرنا:

جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ دماغی خلیوں اور برقی رَو سے تمام اعصاب کا تعلق ہے۔تمام اعصاب پر اس کا اثر پڑتا ہے۔یہ برقی رَو کتنی قسم کی کتنی تعداد

پر مشتمل ہے۔اس کا شمار کیا ہے۔آدمی کسی ذریعے گن نہیں سکتا۔البتہ یہ برقی رَو دماغی خلیوں سے باہر آتی ہیں۔اور پھر دیکھنے، چکھنے، سونگھنے، سوچنے، بولنے، اور چھونے کی حس بناتی ہے۔یہ برقی رَو ام الدماغ میں سے چل کر ریڑھ کی ہڈی کے حرام مغز سے گزرتی ہوئی کمر کے آخری جوڑ سیکرم (Sacrum) میں داخل ہوکر پورے اعصاب میں داخل ہوجاتی ہے۔اور یہی تقسیم حواس بن کر رہ جاتی ہے۔نمازی جب رکوع میں جھکتا ہے تو سینس (Senses) بنانے کا فارمولہ الٹ جاتا ہے۔یعنی حواس براہ راست دماغ کے اندرونی رخ کے تابع ہوجاتے ہیں۔اور دماغ یکسو ہوکر ایک نقطے پر اپنی لہریں منعکس کرنا شروع کردیتا ہے۔رکوع کے بعد جب نمازی قیام کرتا ہے تو دماغ کے اندر کی روشنیاں دوبارہ پورے اعصاب میں تقسیم ہوجاتی ہے۔جس سے انسان سراپا نور بن جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ترجمہ : اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے۔ برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کے نہ پچھّم کے قریب ہے۔کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے۔اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے۔جسے چاہتا ہے۔اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں

کے لئے اور اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے۔ (سورۂ نور، آیت ۳۵)

رکوع میں اس قدر جھکیں کہ سر اور ریڈھ کی ہڈی متوازی رہیں۔ نگاہیں پیر کے انگوٹھوں کے ناخن پر مرکوز رہیں۔ ہاتھ دونوں گھٹنوں پر اس طرح رکھیں کہ ٹانگوں میں تناؤ رہے۔

سبحان ربی العظیم تین بار، پانچ بار یا سات بار کہہ کر اس طرح کھڑے ہوں جیسے کوئی فوجی اٹینشن (Attention) ہوتا ہے۔ رکوع میں نمازی ہاتھ کی انگلیوں سے جب گھٹنوں کو پکڑتا ہے تو ہتھیلیوں اور انگلیوں کے اندر کے کام کرنے والی بجلی گھٹنوں میں جذب ہوجاتی ہے۔ جس کی وجہ سے گھٹنوں کے اندر صحت مند لعاب برقرار رہتا ہے۔ اور ایسے لوگ گھٹنوں اور جوڑوں کے درد سے محفوظ رہتے ہیں۔

سجدہ اور ٹیلی پیتھی :

روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو سو بیاسی (۱۸۶۲۸۲) میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔ اور زمین کے گرد ایک سیکنڈ میں آٹھ دفعہ گھوم جاتی ہے۔ جب نمازی سجدے کی حالت میں زمین پر سر رکھتا ہے۔ تو اس کے دماغ کے اندر کی روشنیوں کا تعلق زمین سے مل جاتا ہے۔ اور ذہن کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار دو سو بیاسی میل فی سیکنڈ ہوجاتی ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ

دماغ کے اندر فضول خیالات پیدا کرنے والی بجلی براہِ راست زمین میں جذب ہوجاتی ہے۔ اور بندہ لاشعوری طور پر کشش ثقل (Gravity) سے آزاد ہوجاتا ہے۔ اس کا براہ راست تعلق خالق کائنات سے ہوجاتا ہے۔ روحانی قوتیں اس حد تک بحال ہوجاتی ہے کہ آنکھوں کے سامنے سے پردہ ہٹ کر غیب کی دنیا سامنے آجاتی ہے۔ ایک مرتبہ سرکار دو جہاں ﷺ نے نماز کسوف پڑھی تو صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے دیکھا کہ آپ نے اپنی جگہ سے ہٹ کر کوئی چیز پکڑا۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے جنت کو دیکھا تو اس سے ایک خوشہ توڑنا چاہا اگر میں لے لیتا تو تم اسے رہتی دنیا تک کھاتے۔ (بخاری شریف) جب نمازی فضا اور ہوا کے اندر سے روشنیاں لیتا ہوا سر ناک گھٹنوں، ہاتھوں، اور پیروں کی بیس انگلیاں قبلہ رو زمین سے ملا دیتا ہے۔ یعنی سجدہ میں چلا جاتا ہے۔ تو جسم اعلیٰ کا خون دماغ میں آجاتا ہے۔ اور دماغ کو طاقت فراہم کرتا ہے۔ کیمیائی تبدیلیاں پیدا ہو کر انتقال خیال (Telepathy) کی صلاحیتیں اجاگر ہوجاتی ہیں۔ سجدے میں آنکھیں بند کرلیں اور یہ تصور قائم کرے کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوں۔ اس تصور کو قائم کرتے ہوئے **سبحان ربی الاعلیٰ** تین بار یا پانچ بار یا سات بار پڑھیں۔ جب کوئی بندہ اللہ کے لئے اپنی پیشانی زمین پر رکھ دیتا ہے تو کائنات

اس کے سامنے سربسجود ہو جاتی ہے۔اور شمس وقمر اس کے لئے مسخر ہو جاتے ہیں۔

جلسہ و قعود:

جلسے میں نگاہیں سجدہ کی جگہ قائم رکھیں اور اطمینان سے اتنی دیر بیٹھیں جتنی دیر میں **سبحان ربی الاعلیٰ** کم سے کم تین بار پڑھا جا سکتا ہے۔ دونوں سجدے ادا کر کے ٹھہر ٹھہر کر التحیات درود ابراہیمی اور دعاء ماثورہ پڑھیں اور ساتھ ہی معانی پر بھی غور کرتے جائیں۔

سلام:

السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔اور تم پر سلامتی اور رحمت ہو اللہ کی۔ یہ الفاظ ثابت کرتے ہیں کہ نمازی کے ساتھ دوسری غیبی مخلوق بھی نماز میں شریک ہے۔ جس کو سلام کیا جا رہا ہے۔ سلام پھیرتے وقت یہ تصور ہونا چاہیئے کہ ہمارے ساتھ انسانوں، جناتوں اور فرشتوں نے بھی نماز ادا کی ہے۔

دعاء مانگنے کا طریقہ

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری دعاء قبول کروں گا۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے روگردانی کرتے ہیں۔ وہ ضرور ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے جس شخص کو دعا مانگنے کی توفیق مل گئی تو یوں سمجھو گویا اس کے اوپر رحمت کے دروازے کھل گئے۔ دعاء کے سوا کوئی چیز تقدیر کے فیصلے میں ترمیم نہیں کرا سکتی۔ اور نیکی کے سوا کوئی چیز عمر کو نہیں بڑھاتی۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔ مومن کا ہتھیار ہے۔ اور آسمان اور زمین کا نور ہے۔

نماز کے بعد دعا کرتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ میں عرش کے نیچے اپنے خالق کے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہوں۔ جو اتنا بڑا اور عظیم ہے کہ اگر اس سے روزانہ ایک لاکھ خواہشیں بھی کی جائیں تو وہ انہیں پوری کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ جب تک کہ دل مطمئین نہ ہو۔ دعاء کرتے رہے۔ دعاؤں کو بار بار دہرانے سے دل میں گداز پیدا ہوتا ہے۔ ایسا گداز جو آنکھوں کے راستے سے بہہ نکلتا ہے۔ اور اللہ رب العزت کو اپنے بندوں کے آنسو خوب پسند ہیں۔

اوقات نماز کی وضاحت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

پس اللہ کی تسبیح بیان کرو سورج نکلنے سے پہلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے اور رات ہونے پر اور دن کے کناروں پر۔ انّ الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتباً موقوتا. ترجمہ: بیشک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے۔

فجر کی نماز:

انسانی زندگی کا تعلق مظاہراتی دنیا اور جسمانی اعضاء سے ہے۔ جسمانی اعضاء کو طاقت پہنچانے کے لئے انسان اپنے کام کرتا ہے جس سے اس کو مظاہراتی دنیا اور آرام و آسائش مہیا ہو۔ اللہ تعالیٰ نے دن کو کام اور معاش کے لئے بنایا ہے۔ تا کہ بندہ مقررہ اوقات میں محنت اور مزدوری سے جسمانی تقاضے پورے کر کے زندگی کے ماہ و سال آرام و آسائش سے گزارے۔ فجر کی نماز ادا کرنا دراصل اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں نیند سے جو آدھی موت ہے۔ عقل و شعور کے ساتھ بیدار کیا۔ اور ہمیں اس قابل بنایا کہ ہم اپنے جسمانی تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے جدوجہد اور کوشش کریں۔ فجر کی

نماز ادا کرنے میں جہاں اللہ تعالیٰ کے شکر کی ادائیگی، وہاں ذہن کو اس بات کی طرف متوجہ کرنا بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ رزّاق ہے۔ اس نے ہی ہمارے لئے وسائل پیدا کئے ہیں۔ اور ہمیں اتنی قوت عطا کی ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی زمین پر اپنا رزق تلاش کریں۔ اور باعزت زندگی گزاریں۔ اس کے علاوہ جسمانی اور روحانی طور پر جو فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ صحت مند شعاعوں سے ہمارے اندر طاقت اور ایزجی (Energy) پیدا ہوتی ہے۔ ایسی طاقت اور ایزجی جو تمام موجودات کو متحرک رکھنے کے لئے ایک عظیم قوت اور طاقت ہے۔ ان شعاعوں کے اندر وہ تمام حیاتین (Vitamin) کافی مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ جو زندگی کو برقرار رکھنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ نمازی جب گھر کے چار دیواری اور بند کمروں سے نکل کر کھلی ہوا اور صاف روشنی میں آتا ہے تو اس کو سانس لینے کے لئے صاف فضا میسر آتی ہے۔ فضا اور ہوا صاف ہو تو تندرستی قائم رہتی ہے۔ خواتین کے لئے گھر کے آنگن اور مردوں کے لئے مسجدیں تازہ ہوا اور روشنی فراہم کرتی ہیں۔ زندگی کو قائم رکھنے کے لئے بنیادی چیزوں میں صاف ہوا اور روشنی کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ اگر آدمی کچھ عرصہ ہوا اور روشنی سے محروم رہے تو اس کی جان کو طرح طرح کے روگ لگ جاتے ہیں۔ اور وہ بالآخر ٹی۔ بی۔ جیسی خطرناک بیماریوں میں مبتلاء

ہوجاتا ہے۔ فجر کی نماز قدرت کا فیضان عام ہے۔ کہ آدمی اس پروگرام پر عمل کرکے بغیر کسی خاص جد و جہد کے تازہ ہوا اور روشنی سے مستفیض ہوتا رہتا ہے۔ اور کئی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ صبح سویرے پرندوں کے ترانے، چڑیوں کی چوں چوں، جانور کا خراما خراما مستانہ وار زمین پر چلنا اس بات کا اظہار ہے کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔ اور اس بات کا شکرادا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رزق تلاش کرنے کے لئے انہیں از سرنو ایز جی اور قوت عطا کی ہے۔ فجر کی نماز ادا کرنے والا بندہ دوسرے تمام مخلوق کے ساتھ جب عبادت اور تسبیح میں مشغول ہوجاتا ہے۔ تو دنیا کا پورا ماحول مصفاؔ مجلیٰؔ اور پر انوار ہوجاتا ہے۔ اور ماحول کی اس پاکیزگی سے انسان کو روحانی اور جسمانی صحت نصیب ہوتی ہے۔

ظھر کی نماز:

صبح سے دوپہر تک آدمی اپنی معاش کی حصول یا زندگی کو قائم رکھنے کے لئے خرد و نوش کے انتظام میں لگا رہتا ہے۔ اعصاب تھک جاتے ہیں۔ اور جسم نڈھال ہوجاتا ہے۔ جسمانی تقاضوں کے لئے کام پورا کرنے کے بعد آدمی جب وضو کرتا ہے۔ تو اس کے اوپر سرور و کیف کی ایک دنیا روشن ہوجاتی ہے۔ سورج کی تمازت ختم ہوکر جب زوال شروع ہوتا ہے تو زمین کے اندر سے ایک

گیس بخارات کی شکل میں خارج ہوتی ہے۔ یہ گیس اس قدر زہریلی ہوتی ہے کہ اگر آدمی کے اوپر اثر انداز ہوجائے تو وہ قسم قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ دماغی نظام اس حد تک درہم برہم ہوسکتا ہے کہ اس کے اوپر ایک پاگل آدمی کا گمان ہوتا جب کوئی بندہ ذہنی طور پر عبادت میں مشغول ہوجاتا ہے تو اسے نماز کی روحانی لہریں اس زہر آلود گیس سے محفوظ رکھتی ہیں۔ ان نورانی لہروں سے یہ زہریلی گیس بے اثر ہوجاتی ہے۔

عصر کی نماز:

زمین دو طرح سے گردش کررہی ہے۔ ایک گردش ہے محوری۔ اور دوسری گردش ہے طولانی۔ یعنی ایک گردش وہ اپنے ہی محور پر کررہی ہے۔ اور دوسری گردش وہ سورج کا کررہی ہے۔ زوال کے بعد زمین کی گردش میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔ پھر رفتہ رفتہ یہ گردش کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ عصر کے وقت تک یہ گردش اتنی کم ہوجاتی ہے کہ حواس کے اوپر دباؤ پڑنے لگتا ہے۔ انسان ، حیوان، چرند، پرند، سب کے اوپر دن کے حواس کے بجائے رات کے حواس کا دروازہ کھلنا شروع ہوجاتا ہے۔ اور شعور مغلوب ہونے لگتا ہے۔ ہر ذی فہم انسان اس بات کو محسوس کرتا ہے کہ عصر کے وقت اس کے اوپر ایسی کیفیت طاری ہوجاتی ہے کہ جس کو تھکان کہتے ہیں۔ یہ تھکان شعوری حواس پر لاشعوری

حواس کی گرفت کا نتیجہ ہوتا ہے۔عصر کی نماز شعور کو اس حد تک تھکنے سے روک دیتی ہے جس سے دماغ پر خراب اثرات مرتب ہوں۔ وضو اور عصر کی نماز قائم کرنے والے بندے کے شعور میں اتنی طاقت آجاتی ہے کہ وہ لاشعوری نظام کو آسانی سے قبول کرتا ہے۔اور اپنی روح سے قریب ہوجاتا ہے۔دماغ روحانی تحریکات قبول کرنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔

مغرب کی نماز :

آدمی بالفعل اس بات کا شکر ادا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رزق عطا فرمایا ہے۔ایسا گھر اور بہترین رفیق حیات عطا کی۔جس نے اس کی اور اس کے بچوں کی غذائی ضروریات پوری کی ہے۔شکر کے جذبات سے وہ سرور اور خوش وخرم اور پر کیف ہوجاتا ہے۔اس کے اندر خالق کائنات کی وہ صفات متحرک ہوجاتی ہے۔جن کے ذریعے کائنات کی تخلیق ہوئی ہے۔ جب وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ پرسکون ذہن سے محو گفتگو ہوتا ہے۔تو اس کے اندر کی روشنیاں بچوں میں براہِ راست منتقل ہوتی ہے۔اور ان روشنیوں سے اولاد کے دل میں ماں باپ کا احترام اور وقار قائم ہوتا ہے۔ بچے غیر ارادی طور پر ماں باپ کی عادتوں کو تیزی کے ساتھ اپنے اندر جذب کرتے ہیں۔اور ان کے اندر ماں باپ کے لئے پیار وعشق کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔مختصر یہ کہ مغرب کی نماز صحیح

طور پر پابندی کے ساتھ ادا کرنے والے بندوں کی اولاد سعادت مند ہوتی ہے۔اور ماں باپ کی خدمت کرتی ہے۔

عشاء کی نماز :

عشاء کی نماز غیب سے متعارف ہونے اور اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کرنے کا ایک خصوصی پروگرام ہے۔ کیونکہ عشاء کے وقت آدمی رات کے حواس میں داخل ہوجاتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ روحانی تعلیم وتربیت کے اسباق اوراد و وظائف عشاء کی نماز کے بعد پورے کئے جاتے ہیں۔اس لئے کہ جب آدمی رات کے حواس میں ہوتا ہے تو وہ لاشعوری اور روحانی طور پر غیب کی دنیا سے قریب اور بہت قریب ہوجاتا ہے۔اور اس کی دعائیں قبول کرلی جاتی ہیں ۔عشاء کی نماز اس نعمت کا شکریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے بیداری ءحواس سے نجات فرما کر وہ زندگی عطا فرمادی ہے۔ جو نافرمانی کے ارتکاب سے پہلے جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کو حاصل تھی۔ یہی وہ حواس ہیں کہ جن میں آدمی خواب دیکھتا ہے۔اور خواب کے ذریعے اس کے اوپر مسائل ومشکلات اور بیماریوں سے محفوظ رہنے کا انکشاف ہوتا ہے۔عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد سونے والے بندے کی پوری رات لاشعوری طور پر عبادت میں گزرتی ہے۔اور اس کے اوپر اللہ کی رحمت نازل ہوتی رہتی ہے۔ ایسے بندے کے

خواب سچے اور بشارت پر مبنی ہوتے ہیں ۔ خواب ہماری زندگی کا نصف حصہ ہے۔اور ہمیں بتاتا ہے کہ انسان کے اندر ایسے حواس بھی کام کرتے ہیں جن کے ذریعے انسان کے اوپر غیب کا انکشاف ہوجاتا ہے۔خواب اور خواب کے حواس میں ہم ٹائم اور اسپیس کے ہاتھ کا کھلونا نہیں بلکہ ٹائم اور اسپیس ہمارے لئے کھلونا ہوتے ہیں۔خواب میں چونکہ اسپیس اور ٹائم کی جکڑ بندیاں نہیں ہیں ۔اس لئے ہم خواب میں ان حالات کا مشاہدہ کرتے ہیں ۔ جو زماں اور مکاں سے ماوراء ہے۔اور ہمارا مشاہدہ ہے کہ سب کا سب غیب اور مستقبل کی نشاندہی کرتا ہے۔آسمانی صحائف اور قرآن پاک میں مستقبل کی نشاندہی کرنے والے خوابوں کا ایک سلسلہ ہے جو نوع انسانی کو تفکر کی دعوت ہے کہ قرآن پاک کے ارشاد کے مطابق خواب میں غیب کا انکشاف صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے لئے ہی مخصوص نہیں ہے۔ بلکہ ہر انسان اللہ کے اس قانون سے فیضیاب ہے۔ تاریخ کے صفحات میں ایسے کتنے ہی خوابوں کا تذکرہ ملتا ہے۔ جو مستقبل کے آئینہ دار ہوتے ہیں ۔خوابوں میں صرف خواب دیکھنے والے کے مستقبل کا انکشاف ہی نہیں ہوتا، بلکہ بعض اوقات یہ خواب پورے معاشرے پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں ۔ مثلاً سورۂ یوسف میں مستقبل کے آئینہ دار خوابوں کا تذکرہ اس طرح ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اے میرے باپ میں نے

خواب میں دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے ہیں اور سورج و چاند میں نے دیکھا ہے کہ یہ سب مجھے سجدہ کررہے ہیں ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میرے بیٹے اس خواب کا تذکرہ اپنے بھائیوں کے سامنے نہ کرنا۔خواب کی تعبیر میں یہ بات ان کے سامنے آگئی تھی کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی ان کے جانی دشمن ہوجائیں گے۔حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے جیل میں قید تھے۔دو قیدیوں نے جن میں ایک بادشاہ کا ساقی تھا۔اور دوسرا باورچی ۔ اور وہ بادشاہ کو زہر دینے کی سازش میں پکڑے گئے تھے۔حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنا خواب سنایا۔ایک نے بتایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ انگور نچوڑ رہا ہوں۔دوسرے نے کہا میں نے یہ دیکھا کہ سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں ۔اور پرندے اسے کھا رہے ہیں ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان خوابوں کی تعبیر میں فرمایا انگور نچوڑنے والا بری ہوجائیگا۔اور اسے پھر سے ساقی گری سونپ دی جائے گی۔اور دوسرا سولی پر چڑھایا جائیگا۔اس کا گوشت مردہ خور کھائیں گے۔عزیز مصر نے تمام درباریوں کو جمع کرکے کہا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی گائیں ہیں۔انہیں سات دبلی گائیں نگل رہی ہے۔اور سات بالیں ہری ہیں۔اور سات سوکھی ۔ بادشاہ کے دربار میں موجود لوگوں نے اس خواب کو بادشاہ کی پریشان خیالی کا مظہر قرار دیا۔لیکن حضرت

یوسف علیہ السلام نے اس خواب کی تعبیر یوں فرمائی کہ سات برس لگا تار کھیتی کرتے رہو گے ان سات برسوں میں غلہ کی فراوانی ہوگی۔ اور اس کے بعد سات برس مصیبت کے آئیں گے اور سخت قحط پڑیگا۔ ایک دانہ بھی باہر نہیں آئیگا۔ ان سات سالوں میں وہی غلہ کام آئیگا جو پہلے سات سالوں میں ذخیرہ کرلیا جائیگا۔ غور طلب بات یہ ہے کہ قرآن کریم میں بیان کردہ خوابوں میں ایک خواب نبی کا ہے۔ اور تین عام انسانوں کے ہیں۔

خواب میں پیشنگوئیاں:

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کی ولادت سے پہلے ان کے والد بزرگوار نے خواب میں دیکھا کہ دنیا میں اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ سوّر اور بندر لوگوں کو ہلاک کررہے ہیں۔ یکایک ان کے سینے سے نور کی ایک شعاع نکلی اور فضا میں پھیل گئی۔ اور نورانی فضا میں اس سے ایک تخت ظاہر ہوا۔ اس تخت پر ایک شخص بیٹھا ہوا ہے۔ اور اس کے سامنے ظالموں اور ملحدوں کو ذبح کیا جارہا ہے۔ اور کوئی بلند آواز سے پکار رہا ہے۔ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ باطل کے مقدر میں مٹ جانا ہی ہے۔ تعبیر یہ بتائی گئی کہ آپ کے یہاں ایک ایسا لڑکا پیدا ہوگا اس کے ذریعے حق کا بول بالا ہوگا۔ کفر و الحاد کا خاتمہ ہوجائیگا۔

تاج الاولیاء حضرت بابا تاج الدین ناگپوریؒ کی والدہ ماجدہ نے

حضرت تاج الدین باباؒ کی پیدائش سے قبل خواب میں دیکھا کہ ایک میدان ہے۔ اور اس میدان کے اندر ہزاروں شہر آباد ہیں۔ سردی کا موسم ہے، چودھویں کی رات ہے، ہر شخص چاندنی کے حسن سے سرشار اور پرکیف ہے۔ حضرت تاج الدین بابا کی والدہ نے دیکھا کہ چاند آسمان سے ٹوٹا اور ان کے گود میں آگیا۔

ہارون رشید کی ملکہ زبیدہ کا خواب بھی قابل غور ہے۔ ملکہ نے اپنے بیٹے مامون رشید کی پیدائش کی رات خواب دیکھا کہ چار عورتوں نے مولود کو کفن میں لپیٹنا شروع کردیا ہے۔ یہ کام کرتے وقت ایک عورت نے دوسری عورت سے کہا کم عمر، تنگ دل، بدخون بادشاہ، دوسرے نے کہا بدچلن ظالم ناسمجھ اور فضول خرچ فرماں رواں۔ تیسری نے کہا بے وفا کم عقل وناکارا اور نا تجربہ کار حکمراں۔ چوتھی نے کہا دھوکے باز عیاش اور مغرور تاجدار تاریخ شاہد ہے کہ حالات اور واقعات اسی طرح پیش آئیں جس طرح خواب میں نشاندہی کی گئی تھی۔ مندرجہ بالا بیان کردہ ہزاروں میں سے چند خواب ہیں۔ جو ہمیں اس تفکر کی دعوت دیتے ہیں کہ خواب ہماری زندگی کا اس طرح حصہ ہے جس طرح بیداری ہے۔

نماز اور تندرستی

ورزش نہ صرف اندرونی اعضاء مثلاً دل، گردے، جگر، پھیپھڑے، دماغ، آنتوں، معدہ، ریڑھ کی ہڈی، گردن، سینہ اور تمام اقسام کے گدود کی نشونما کرتی ہے۔ بلکہ جسم کو بھی سیڈول اور خوبصورت بناتی ہے۔ یہاں تک کہ کچھ ورزشیں ایسی بھی ہیں، جن سے عمر میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایسی ورزشیں بھی ہیں جن کے ذریعے آدمی غیر معمولی طاقت کا مالک بن جاتا ہے۔ اور کچھ ایسی بھی ہیں جن سے چہرے کے نقش و نگار خوبصورت اور حسین نظر آنے لگتے ہیں۔ بڑی عمر کا آدمی ہر ورزشیں نہیں کرسکتا۔ لیکن نماز ایک ایسا عمل ہے جس پر ہر بندہ آسانی کے ساتھ عمل پیرا ہوسکتا ہے۔ عمر کے ساتھ ساتھ آدمی کی وریدیں (Veins) شریانیں (Arteries) اور عضلات کی طاقت کم ہوجاتی ہے۔ اور ان کے اندر ایسے مادے پیدا ہوجاتے ہیں جن کی وجہ سے بیشمار امراض لاحق ہونے لگتے ہیں۔ مثلاً گھٹیا، عرق النساء، امراض قلب، ہائی بلڈ پریشر اور بیشمار دوسرے دماغی امراض ان بیشمار بیماریوں سے نجات پانے کے لئے نماز ہمارے لئے قدرت کا ایک بہترین علاج ہے۔ ورزش کا یہ اصل وصول ہے کہ

اگر آپ کسی ورید شریان یا کسی مخصوص عضو کی سختی دور کرنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے جسم کو بالکل ڈھیلا چھوڑ دیجئے۔ پھر اس حصہ جسم میں تناؤ پیدا کیجئے۔ اور کچھ دیر تناؤ کی حالت برقرار رکھنے کے بعد جسم کو پھر ڈھیلا چھوڑ دیجئے۔ ماہرین ورزش نے ورزش کے اصول وضوابط اور ورزش کے لئے نشستیں بھی متعین کئے ہیں۔ الگ الگ امراض کے لئے الگ الگ نشست ہے۔ مثلاً ریڑھ کی ہڈی کے مرض کو رفع کرنے کے لئے ایک الگ انداز سے نشست ہے۔ اور دل کی تکلیف سے نجات پانے کے لئے ایسا طریقہ تجویز کیا جائے گا۔ جس سے گردے صحت مند ہوجائیں گے۔ ہم یہ بات جان چکے ہیں کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے نماز ادا کرنے کے طریقے میں سب طریقوں کو سمو دیا ہے۔ جس کی نوع انسانی کو ضرورت ہے۔ خواہ وہ ذہنی یکسوئی ہو۔ آلام و مصائب سے نجات پانا ہو۔ غیب کی دنیا میں سفر ہو۔ اللہ کا عرفان حاصل کرنا ہو یا جسمانی صحت ہو۔ نماز مجموعہ اوصاف وکمال ہے۔ آیئے تلاش کریں کہ نماز اور ہماری صحت کا آپس میں کیا تعلق ہے۔

ہائی بلڈ پریشر :

نماز قائم کرنے کے لئے ہم سب سے پہلے وضو کا اہتمام کرتے ہیں۔ وضو کے دوران جب ہم اپنا چہرہ اور کہنیوں تک ہاتھ دھوتے ہیں۔ پیروں کو

دھوتے یا مسح کرتے ہیں تو ہمارے اندر دوڑنے والے خون کو ایک نئی زندگی ملتی ہے۔ جس سے ہمیں سکون ملتا ہے۔ اس تسکین سے ہمارا سارا اعصابی نظام (Nervous System) متاثر ہوتا ہے۔ پرسکونی اعصاب سے دماغ کو آرام ملتا ہے۔ اعضائے رئیسہ سر، پھیپھڑے، دل اور جگر وغیرہ کی کارکردگی بحال ہوتی ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کم ہوکر نارمل ہوجاتا ہے۔ چہرہ پر رونق اور ہاتھوں میں رعنائی اور خوبصورتی آجاتی ہے۔ وضو کرنے سے اعصاب کا ڈھیلا پن ختم ہوجاتا ہے۔ آنکھیں پرکشش ہوجاتی ہیں۔ سستی اور کاہلی دور ہوجاتی ہے۔ آپ کبھی بھی تجربہ کرسکتے ہیں۔ ہائی بلڈ پریشر کے مریضوں کو وضو کرائیں۔ بلڈ پریشر نارمل ہوجائیگا۔

گھٹیا کا علاج :

جب ہم وضو کرنے کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں، تو پہلے ہمارا جسم ڈھیلا ہوتا ہے، لیکن جب نماز کی نیت کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو قدرتی طور پر جسم میں تناؤ پیدا ہوجاتا ہے۔ اس حالت میں آدمی کے اوپر سے سفلی جذبات کا زور ٹوٹ جاتا ہے۔ سیدھے کھڑے ہونے میں ام الدماغ سے روشنیاں چل کر ریڈھ کی ہڈی سے ہوتی ہوئی پورے اعصاب میں پھیل جاتی ہیں۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ جسمانی تندرستی کے لئے ریڈھ کی ہڈی کو

ایک خاص مقام حاصل ہے۔ اور عمدہ صحت کا دارومدار ریڈھ کی ہڈی کی لچک پر ہے۔ نماز میں قیام کرنا گھٹنوں، ٹخنوں اور پیروں سے اوپر پنڈلیوں اور پنجوں اور ہاتھ کے جوڑوں کو قوی کرتا ہے۔ گھٹیا کے درد کو ختم کرتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جسم سیدھا رہے اور ٹانگوں میں خم واقع نہ ہو۔

جگر کے امراض:

جھک کر رکوع میں دونوں ہاتھ اس طرح رکھے جائیں کہ کمر بالکل سیدھے رہے۔ اور گھٹنے جھکے ہوئے نہ ہوں۔ اس عمل سے معدے کو طاقت پہنچتی ہے۔ نظام ہضم درست ہوتا ہے۔ قبض دور ہوتا ہے۔ معدے کی دوسری خرابیاں نیز آنتوں اور پیٹ کے عضلات کا ڈھیلا پن ختم ہوجاتا ہے۔ رکوع کا عمل جگر اور گردوں کے افعال کو درست کرتا ہے۔ اس عمل سے کمر اور پیٹ کی چربی کم ہوجاتی ہے۔ خون کا دوران تیز ہوجاتا ہے۔ چونکہ دل اور سر ایک سدھ میں ہوجاتے ہیں۔ اس لئے دل کے لئے خون کو سر کے طرف پنپ کرنے میں آسانی ہوجاتی ہے۔ اور اس طرح دل کا کام کم ہوجاتا ہے۔ اور اسے آرام ملتا ہے جس سے دماغی صلاحیتیں اجاگر ہونے لگتی ہیں۔ اگر تسبیح ''سبحان ربی العظیم'' پر غور کر کے تین سے سات بار تک پڑھی جائے تو مراقبہ کی سی کیفیت پیدا ہونے لگتی ہے۔ دوران رکوع ہاتھ چونکہ نیچے کی طرف ہوتے ہیں۔ اس لئے

کندھوں سے لیکر ہاتھ کی انگلیوں تک پورے حصے کی ورزش ہوجاتی ہے۔ جس سے بازو کے پٹھے (Muscles) طاقتور ہوجاتے ہیں۔ اور جو فاسد مادے بڑھاپے کی وجہ سے جوڑوں میں جمع ہوتے ہیں۔ ازخود خارج ہوجاتے ہیں۔

پیٹ کم کرنے کے لئے رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہوکر ہم سجدے میں جاتے ہیں۔ سجدے میں جانے سے پہلے ہاتھ زمین پر رکھے جاتے ہیں۔ یہ عمل ریڈھ کی ہڈی کو مضبوط اور لچکدار بناتا ہے۔ اور خواتین کے اندرونی اعصاب کو طاقت بخشتا ہے۔ اگر رکوع کے بعد سجدے میں جانے کی حالت میں جلدی نہ کی جائے تو یہ اندرونی جسمانی اعضاء کے لئے ایک نعمت ثابت ہوتی ہے۔ سجدہ کی حالت ایک ورزش ہے جو رانوں کے زائد گوشت کو گھٹاتی ہے۔ اور جوڑوں کو کھولتی ہے۔ اگر کلھوں کے جوڑوں میں خشکی آجائے یا چکنائی کم ہوجائے تو اس عمل سے یہ کمی پوری کی جاتی ہے۔ اور بڑھا ہوا پیٹ کم ہوجاتا ہے۔ مناسب پیٹ سے جسم سڈول اور خوبصورت لگتا ہے۔

السر کا علاج :

جن لوگوں کے معدے میں جلن رہتی ہے اور زخم ہوتا ہے۔ صحیح سجدے کے عمل سے یہ مرض ختم ہوجاتا ہے۔ سجدے میں پیشانی زمین پر رکھی جاتی ہے۔ اس عمل سے دماغ زمین کے اندر دوڑنے والی برقی رَو سے براہِ راست

ہم رشتہ ہوجاتا ہے۔ اور دماغ کی طاقت میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے۔

جملہ دماغی امراض :

خشوع وخضوع کے ساتھ دیر تک سجدہ کرنا دماغی امراض کا علاج ہے۔ دماغ اپنی ضرورت کے مطابق خون سے ضروری اجزاء حاصل کرکے فاسد مادوں کو خون کے ذریعے گردوں میں واپس بھیج دیتا ہے۔ تاکہ گردے انہیں پیشاب کی شکل میں باہر نکال دے۔ سجدے سے اٹھتے وقت اس بات کا خاص خیال رکھا جائے سر جھکا ہوا ہو۔ اور بازو سیدھے رہیں۔ اور ان میں قدریں تناؤ ہوں۔ اٹھتے وقت ران پر ہتھیلیاں بھی رکھیں۔ کمر کو آہستہ سے اٹھائیں اور پھر کھڑے ہوجائیں یا بیٹھ جائیں۔

چہرے پر جھریاں:

ریڈھ کی ہڈی میں حرام مغز بجلی کا ایک ایسا تار ہے جس کے ذریعے پورے جسم کو حیات ملتی ہے۔ سجدہ کرنے سے خون کا بہاؤ جسم کے اوپری حصوں کی طرف جاتا ہے۔ جس سے آنکھیں دانت اور پورا چہرہ سیراب ہوتا رہتا ہے۔ اور رخساروں پر سے جھریاں دور ہوجاتی ہیں۔ یادداشت صحیح کام کرتی ہے۔ فہم وفراست میں اضافہ ہوجاتا ہے۔ آدمی کے اندر تفکر کرنے کی عادت بڑھ جاتی ہے۔ بڑھاپا دیر تک نہیں آتا۔ سوسال کی عمر تک بھی آدمی چلتا پھرتا

رہتا ہے۔ اوراس کے اندر ایک برقی رَو دوڑتی رہتی ہے۔ جو اعصاب کو طاقت پہنچانے کا سبب بنتی ہے۔ صحیح طریقے پر سجدہ کرنے سے بند نزلہ، ثقل سماعت اور سر درد جیسی تکلیفوں سے نجات مل جاتی ہے۔

جنسی امراض :

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ) گھٹنوں اور پنڈلیوں کو مضبوط بناتا ہے۔ اس کے علاوہ رانوں میں جو پٹھے اللہ تعالیٰ نے نسل کشی کے لئے بنائے ہیں۔ ان کو ایک خاص قوت عطا کرتا ہے۔ جس سے مردانہ اور زنانہ کمزوریاں دور ہو جاتی ہیں۔ تاکہ انسان کی نسلیں دماغی اور جسمانی اعتبار سے صحت مند پیدا ہو۔

سینے کے امراض :

نماز کے اختتام پر ہم سلام پھیرتے ہیں۔ گردن پھیرنے کے عمل سے گردن کے عضلات کو طاقت ملتی ہے۔ اور وہ امراض جن کا تعلق ان عضلات سے ہے لاحق نہیں ہوتے اور انسان ہشاش بشاش اور توانا رہتا ہے۔ نیز سینہ اور پسلی کی ہڈی کا ڈھیلا پن ختم ہو جاتا ہے۔ سینہ چوڑا اور بڑا ہو جاتا ہے۔ ان سب ورزشوں کا فائدہ اس وقت پہنچتا ہے۔ جب ہم نماز پوری توجہ اور دل جمعی اور اس کے پورے اداب کے ساتھ ادا کریں۔ اور نماز میں جلد بازی نہ کریں۔

نماز ذکر ہے

اقم الصلوٰۃ لذکری۔ (سورۂ طٰہٰ، آیت ۱۴) ترجمہ : میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔

اس آیت مقدسہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ نماز بھی ذکر اللہ کی ایک صورت ہے۔ ایک اور آیت پاک میں ذکر کو بصورت نماز کے مثل کرنے کا حکم ہے۔

فاذ کر وا اللہ قیاما و قعود او علی جنو بکم (سورۃ النساء، آیت ۱۰۳)

ترجمہ : پس اللہ کا ذکر کرو ''قیام'' یعنی کھڑے اور ''قعود'' یعنی بیٹھے اور ''جنوب'' یعنی کروٹوں پر لیٹے جو سجدہ کے قریب کی حالت ہے۔

جس نماز میں اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو وہ نماز ایسی ہے جیسے کسی جسم میں روح نہ ہو۔ حدیث پاک کی روشنی میں ذاکر کو زندہ اور غافل کو مردہ کہا گیا ہے۔

مثل الذی یذکر اللہ و الذی لایذکر اللہ مثل الحی و المیت ۔

ترجمہ : جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے۔ اور جو نہیں کرتا۔ ان دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔ یعنی ذاکر زندہ اور غافل مردہ کے مانند ہے۔

صوفیہ کرام فرماتے ہیں کہ نماز عین ذکر الٰہی ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ

ذکر تصور مذکور کے بغیر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم عبادت ایسی کرو (حضور قلب سے) جیسا کہ تم اللہ کو دیکھ رہے ہو۔ اگر ایسا نہیں تو (یقین رکھو کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔)

لہٰذا : مذکور کا تصور اور تصور کے لئے مذکور لازم وملزوم ہے۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ ذکر کے بھی تین درجے ہیں۔

ذکرا للسان لقلقة و ذکر القلب و سوسة و ذکر الروح مشاهدة.

۱) زبانی ذکر لقلقہ ہے۔ ۲) قلبی ذکر وسوسہ ہے۔ ۳) اور روحی ذکر مشاہدہ ہے۔ جب تک روح سے ذکر نہ ہو تو مذکور کا مشاہدہ ناممکن ہے۔ اور ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جہاں تصور مذکور ہی ذکر بن جاتا ہے۔ اور **اقیم الصلوۃ لذکری** . ترجمہ : میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ کے معنی واضح ہوجاتے ہیں کہ اس میں حکم تقیم الصلوۃ میں دوام ذکر کی طرف اشارہ موجود ہے۔ کیونکہ تقیم اقامت سے مشتق اور ذکرِ قائم جو مراقبہ علمی سے عبارت ہے۔ وہی مرتبۂ علم الیقین کا نتیجہ ہے۔ حقیقی نماز وہ ہے جو تجلیٔ روح کے سبب مقام شہود ہے۔ جہاں ماسوا اللہ معدوم ہے۔ درحقیقت یہی نماز معراج المومنین ہے۔ کیونکہ معراج عروجِ مقام قرب ''اوادنی'' سے عبارت ہے۔ اس لئے

نماز جو مقام قرب ہے محل شہود قرار پاتی ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

الصلوۃ قرة عینی۔ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ (مسند احمد ونسائی)

اس کا منشاء یہ ہے کہ ایسی نماز یقیناً حجابات غیریت کو دور کرنے والی باعث کشف حقیقت ہے۔ اس لئے حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ کہ بے شک بندہ جب نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ تو تمام حجابات اٹھادیئے جاتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان میں ہوتے ہیں۔ (طبرانی شریف)

اس حدیث پاک میں رسول اکرم ﷺ کا شہودِ رب کو مشروط باللفظ قام فرمانا۔ اس بھید کی جانب اشارہ ہے کہ دوام قیام سے صلوۃ عین الیقین میں محجوبین کو شہود دوامی حاصل ہوتا ہے۔ جو شہود دوام کے حامل ہیں۔ **الذی هم علی صلاتهم دائمون** (سورۂ معارج) ترجمہ : جو ہمیشہ اپنی نماز میں ہیں۔

نامِ احمد شکلِ نماز ہے

قومہ الف حاء رکوع اور میم سجدہ جلسہ دال
نقشہ نمازی یوں نمازِ عشق کا کھینچا کرے

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کی عبادت کا طریقہ جداگانہ رکھا ہے۔ مثلاً کوئی فرشتہ حالت قیام میں ہے۔ کوئی فرشتہ رکوع میں تو کوئی فرشتہ سجدے میں مصروف ہے۔ درخت اور پہاڑ قیام کی حالت میں ہیں۔ تمام چوپائے رکوع کی حالت میں تو تمام رینگنے والے حیوانات سانپ، مچھلی وغیرہ سجدے کی حالت میں ہیں۔ پرندے جب آسمانوں میں اڑتے ہیں۔ تو دونوں پروں کو اسی طرح ہلاتے ہیں جیسا کہ ہم نیت باندھتے وقت دونوں ہاتھوں کو کانوں تک لے جاتے ہیں۔ پھر زیرِ ناف لاتے ہیں۔

ان تمام مخلوقات کی عبادت کو اللہ تعالیٰ نے نماز میں جمع فرمادیا ہے۔ یعنی نماز تمام مخلوقات کی عبادت کا مجموعہ ہے۔ اور کل مخلوقات کی عبادت کا ثواب نماز میں ہے۔ بے شک نماز تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔ مگر اس میں تصویر وادا احمد مرسل محمد مصطفےٰ

ﷺ کی ہے۔ یعنی جب بندہ نماز میں قیام کی حالت میں ہوتا ہے تو اسم شریف احمد کا پہلا حرف الف کی مانند ہوتا ہے۔ اور جب رکوع کرتا ہے تو حرف حاء (ح) بن جاتا ہے۔ اور جب حالت سجدہ میں ہوتا ہے تو شکل میم (م) نظر آتا ہے۔ اور جب جلسے میں بیٹھتا ہے تو دال (د) کی صورت میں ہوتا ہے۔ نماز اسم احمد کا مظہر ہے۔ اسم احمد کے معنی ہیں۔ اللہ کی بے حد حمد کرنے والا۔

حضور ﷺ کے دو ذاتی نام ہیں۔ ایک "احمد" ﷺ دوسرا "محمد" ﷺ ہے۔ جب سرکار دو جہاں ﷺ عرش اعظم پر جلوہ افروز تھے تو وہاں آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بے حد حمد وثناء میں مصروف تھے۔ اسی لئے آپ ﷺ کا اسم شریف اللہ تعالیٰ نے احمد رکھا۔ نماز کو اسم احمد کا مظہر بنانے کا راز یہی ہے کہ بندہ جب حالت نماز میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے تو اس کی روح عرش کی سیر کر کے معراج المومنین کے تحفے سے سرفراز ہو۔ اور جب سرکار دو جہاں ﷺ فرش پر رونق افروز ہوئے تو آپ ﷺ کا اسم شریف محمد ﷺ ہوا۔ جب نمازی نماز سے فارغ ہوتا ہے۔ تو اسم "محمد" ﷺ کی تجلی اس کو گھیر لیتی ہے۔ اور وہ نور محمدی کی تجلی سے منور ہو جاتا ہے۔ تمام مخلوق اس کی تعریف میں مصروف ہو جاتی ہے۔ اور وہ سب کا پیارا بن جاتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

(۱) نمازِ فجر حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھی جب ان کی توبہ قبول ہوئی ،نمازِ ظہر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پڑھی حضرت اسماعیل کا فدیہ دنبہ کی صورت میں آنے پر،نمازِ عصر حضرت عزیر علیہ السلام نے پڑھی جب سو برس کے بعد آپ زندہ ہوئے ،نمازِ مغرب حضرت داؤد علیہ السلام نے پڑھی اپنی توبہ قبول ہونے پر مگر چار رکعت کی نیت باندھی تھی تین رکعت پر سلام پھیر دیا کیونکہ تھک گئے تھے لہٰذا مغرب میں تین ہی رکعتیں رہ گئیں۔نمازِ عشاء ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی۔بعض نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پڑھی جب طور پر آگ لینے گئے وہاں نبوت مل گئی۔واپسی میں بیوی کو بخیریت پایا کہ بچہ پیدہ ہو چکا تھا۔

(۲) یہودیوں کی نماز میں رکوع نہیں ہوتا۔

(۳) حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم حبشہ کی ہجرت سے پہلے مکہ میں بحالت نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کرتے تھے،آپ جواب دیتے تھے۔جب ہم ہجرت حبشہ سے واپس آئے پھر ہم نے سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا بلکہ نماز سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کہ خدا نے نماز کی حالت میں کلام کی ممانعت فرمائی ہے۔

(۴) شروع اسلام میں معراج سے پہلے تیرہ برس تک کوئی عبادت نہ تھی صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننا عبادت تھا۔اس وقت فوت ہونے والے مومن سب جنتی تھے۔

(۵) علماء فرماتے ہیں کہ دوسری مسجدوں میں صف کا دایاں حصہ بائیں سے افضل ہوتا ہے مگر مسجد نبوی میں بایاں حصہ دائیں سے افضل ہے کیونکہ وہ روضہ مطہرہ سے قریب ہے۔

(۶) اسلام میں پہلے صرف عقیدۂ توحید فرض ہوا پھر سورۂ مزمل والی نماز یعنی رات کی ،پھر پنجگانہ نماز کی فرضیت سے نمازِ شب کی فرضیت منسوخ ہوگئی پھر ہجرت کے بعد روزے اور زکوٰۃ وغیرہ فرض ہوئے۔

(۷) سب سے پہلے اذان حضرت جبرئیل علیہ السلام نے معراج کی رات بیت المقدس میں دی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے انبیاء کو نماز پڑھائی۔مگر مسلمانوں میں ہجرت کے بعد شروع ہوئی۔سب سے پہلے فجر کے وقت اذان دی گئی۔

(۸) نماز کے علاوہ نو جگہ اذان کہنا مستحب ہے : بچے کے کان میں،آگ لگتے وقت ، جنگ میں، جنات کے غلبے کے وقت،غم زدہ اور غصہ والے کے کان میں ، مسافر جب راستہ بھول جائے ، مرگی والے کے پاس ،میت کو دفن

کرنے کے بعد قبر پر۔

(۹) اگر پوری قوم کی نماز رہ جائے تو قضاء با جماعت ادا کی جائے گی اور اس کے لئے اذان واقامت بھی ہوگی۔

(۱۰) مسجد کی جھاڑو جنت کی حوروں کا مہر ہے۔

(۱۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جب انسان وضو میں ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں سے کئے ہوئے سارے گناہِ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں اور جب کلی کرتا ہے تو منہ سے کئے ہوئے گناہ معاف ہوجاتے ہیں جب منہ دھوتا ہے تو آنکھوں سے کئے ہوئے گناہ معاف ہوجاتے ہیں جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ (بدگمانی برے خیالات وغیرہ) معاف ہوجاتے ہیں۔ جب پاؤں دھوتا ہے تو پاؤں کے کئے ہوئے گناہ معاف ہوجاتے ہیں۔

(۱۲) سن دو ہجری ماہ شعبان روز دوشنبہ نمازِ ظہر سے اللہ تعالیٰ نے کعبے کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا۔ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ نصف رجب سن دو ہجری دوشنبہ کے روز قبلہ تبدیل کیا گیا۔

(۱۳) وضو کی فرضیت ہجرت کے چار پانچ سال بعد ہوئی۔

(۱۴) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز جنت کی کنجی ہے اور نماز کی کنجی طہارت۔

(۱۵) جو شخص سال بھر اذان کہے اور اس پر اجرت طلب نہ کرے تو قیامت کے دن وہ بلایا جائے گا اور جنت کے دروازے پر کھڑا کیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا جس کے لئے تو چاہے شفاعت کر۔

(۱۶) حدیث میں ہے کہ موذنوں کا حشر یوں ہوگا کہ جنت کی اونٹنیوں پر سوار ہوں گے ان کے آگے حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہوں گے سب کے سب بلند آواز سے اذان کہتے ہوئے آئیں گے لوگ ان کی طرف نظر کریں گے پوچھیں گے یہ کون لوگ ہیں کہا جائے گا یہ امتِ محمدیہ کے موذن ہیں لوگ خوف میں ہیں اور ان کو خوف نہیں، لوگ غم میں ہیں اور انھیں غم نہیں۔

(۱۷) رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذان اور قامت کے درمیان کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

(۱۸) جو شخص ہمیشہ با وضو رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے سات خصلتوں کی عزت بخشتا ہے۔ اول فرشتے اس کی صحبت سے رغبت کرتے ہیں۔ دوسرے اعمال کے لکھنے والوں کا قلم ہمیشہ ثواب لکھنے میں جاری رہتا ہے۔ تیسرے اس کے بدن کے تمام اجزاء تسبیح کرتے ہیں۔ چوتھے اس سے پہلی تکبیر فوت نہیں ہوتی۔ پانچویں فرشتے اس کی حفاظت کرتے ہیں اس کے سوتے وقت دیو اور پریوں سے۔ چھٹے اللہ تعالیٰ اس پر جانکنی کی مشکل آسان کر دیتا ہے ساتویں یہ

کہ وہ اللہ تعالیٰ کی امان میں رہتا ہے جب تک کہ باوضو رہے۔

(۱۹) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد سے نکل رہے تھے کہ شیطان آپ کو مل گیا آپ نے فرمایا کیوں مسجد کی طرف آنے کا کیا سبب ہے۔شیطان بولا خدا لے آیا۔حضور نے فرمایا کیا کام تھا بولا تا کہ آپ مجھ سے کچھ سوال کریں۔ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ اول آپ نے یہ پوچھا اے ملعون تو میری امت کو جماعت کی نماز سے کیوں روکتا ہے۔بولا آپ کی امت جماعت سے نماز پڑھنے کا ارادہ کرتی ہے تو مجھے بخار چڑھ جاتا ہے جو ان کے متفرق ہونے تک نہیں اترتا۔آپ نے فرمایا تلاوتِ قرآن سے کیوں روکتا ہے۔جواب دیا میں قرآن پڑھتے وقت رانگ کی طرح پگھل جاتا ہوں۔آپ نے فرمایا جہاد سے کیوں روکتا ہے عرض کیا جب مسلمان جہاد کو نکلتے ہیں تو واپسی تک میرے پاؤں میں بیڑیاں پڑ جاتی ہیں۔آپ نے فرمایا حج سے کیوں روکتا ہے۔شیطان بولا سفر حج کرتے ہیں تو میری گردن میں طوق پڑ جاتا ہے اور جب کوئی صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو میرے سر پر آرہ رکھ دیا جاتا ہے جو لکڑی کی طرح مجھے بیچ سے چیر ڈالتا ہے۔(زہرۃ الریاض)

(۲۰) نمازِ جنازہ باجماعت مع چہار تکبیر کی ابتداء حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

فرمائی۔

(۲۱) زمانہ رسالت میں آج کل کی مساجد کی طرح محراب کی علامت نہیں تھی بلکہ جب حضرت عمر ابن عبدالعزیز ولید بن عبدالملک کی طرف سے مدینہ کے گورنر تھے تو مسجدِ نبوی کی تعمیر کے سلسلے میں محراب بنوائی تھی۔

(۲۲) اسلام میں سب سے پہلی مسجد حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی بنائی ہوئی ہے۔

(۲۳) اسلام کی تاریخ میں حضرت اسد بن زرارہ رضی اللہ عنہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینہ میں جمعہ قائم کیا تھا۔

(۲۴) محراب کے معنی ہیں آلہ حرب۔مسجد کو بھی محراب کہتے ہیں کیونکہ وہ شیطان سے لڑنے کی جگہ ہے۔

(۲۵) مسجدِ حرام (مکہ معظّمہ) میں نمازی کے سامنے سے گزرنا گنہگار نہیں بناتا۔مگر یہ حکم مسجدِ نبوی کے لئے نہیں ہے۔

(۲۶) بعض علماء کا قول ہے کہ رکوع ایک اور سجدے دو ہیں حالانکہ دونوں فرض ہیں۔اس کا سبب یہ ہے کہ رکوع عبودیت کا مدعی ہے اور سجدے اس کے گواہ ہیں اور شرعی گواہی دو کی مقبول ہے۔

(۲۷) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کل تیس ہزار نمازیں پڑھی ہیں۔

(۲۸) لیٹ کر نماز پڑھنے والا کعبہ شریف کی طرف پاؤں کرے اور تکیہ پر سر رکھے تاکہ اس کا منہ کعبے کی طرف ہو جائے۔

(۲۹) چند صورتوں میں نماز توڑ دینا چاہئے۔ایک، ماں کے بلانے پر نفل نماز توڑ دیں جبکہ اسے خبر نہ ہو کہ میرا بیٹا نماز پڑھ رہا ہے۔دو، اگر کوئی شخص بے خبری میں چھت سے یا کنویں سے گرا جا رہا ہو تو نماز توڑ دیں۔اور اسے بچائے۔تین، اگر نمازی کا گھوڑا بھاگا جاتا ہے یا ریل گاڑی چھوٹی جا رہی ہو یہ نیچے نماز پڑھ رہا ہے مگر ان صورتوں میں نماز ٹوٹ جائے گی دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

(۳۰) اذان میں دو فرض ہیں اول حی علی الصلاۃ دوسرا حی علی الفلاح۔اور دس سنتیں ہیں۔اول باوضو ہونا، دوم بلندی پر کھڑے ہونا، سوم مسجد میں دائیں جانب کھڑے ہونا، چہارم دائیں بائیں گردن پھیرنا، پانچویں انگلیاں کانوں میں ڈالنا، چھٹے منہ قبلہ کی طرف کرنا، ساتویں صحیح اذان کہنا، آٹھویں سب کلمات اذان کے جدا جدا کہنا، نویں انگلیاں کانوں میں ہلانا، دسویں باہر صحن میں کھڑے رہنا۔

(۳۱) اذان میں تیرہ کلمات کفر ہیں : اول اللہ کو مد سے بولنا۔دوسرے اکبر کو اکبار پڑھنا۔تیسرے اشھد کو اشھاد پڑھنا۔چوتھے اشھد کو اسھد سین سے پڑھنا۔پانچویں بڑی حی کو ہائے ھوز پڑھنا۔چھٹے چھوٹی ھے کو بڑی حی پڑھنا۔

ساتویں لا الہ الا اللہ کو تشھد کے بغیر بولنا۔آٹھویں شھادتین کو بے الف بولنا۔نویں محمد کو محامد بولنا۔دسویں اَنَ کو انّا پڑھنا۔گیارھویں فلاح کو مد سے نہ پڑھنا۔بارھویں الصلاۃ کو مد سے بولنا۔تیرھویں حیّ کو بے تشدید بولنا۔

(۳۲) معراج سے پہلے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نماز پڑھتے تھے۔حدیث حرا کے بعض طریق میں یہ ہے کہ نزول اقراء کے بعد جبرئیل امین نے پاؤں زمین پر مارا جس سے چشمہ جاری ہو گیا اور اسی سے وضو کیا۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے رہے۔پھر جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا آپ بھی وضو کر لیں۔حضور نے وضو فرمایا۔پھر جبرئیل امین نے دو رکعت کعبے کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ان کے ساتھ حضور نے بھی پڑھی پھر دولت کدے تشریف لائے اور ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ کو حکم دیا۔انھوں نے وضو کیا اور حضور کے ساتھ نماز پڑھی۔امتیوں میں نماز پڑھنے کا شرف سب سے پہلے خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو ہی حاصل ہوا۔اور ان کے بعد حضرت مولا علی شیر خدا کو۔حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے دوشنبہ کو اول روز میں نماز پڑھی۔اور حضرت خدیجہ نے اسی روز آخری حصے میں اور حضرت شیر خدا نے سہ شنبہ کو۔

(۳۳) قبل معراج صرف تہجد فرض تھا وہ بھی بعد میں امت کے لئے منسوخ ہو گیا۔

(۳۴) پوری حیاتِ طیبہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پانچ بار نماز میں سہو واقع ہوا۔ اول نماز ظہر یا بروایت بعض عصر کی نماز میں پانچ رکعتیں پڑھیں، دوم نمازِ ظہر میں دو رکعت پر سلام پھیر دیا، سوم قعدہ اولیٰ ترک ہوگیا، چہارم اثنائے قرات آیت چھوٹ گئی، پانچویں ایک بار مغرب میں دو ہی رکعت پر سلام پھیر دیا تھا۔

(۳۵) حدیث میں ہے کہ عمامہ کی نماز بغیر عمامہ کی نماز سے ستر ۷۰ درجہ افضل ہے۔

(۳۶) نماز میں کوئی واجب رکن چھوٹ جائے تو سجدہ سہو واجب ہے اور اگر جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو نماز لوٹانی واجب ہے۔

(۳۷) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں تلاوتِ قرآن فرض ہے باقی میں نفل۔

(۳۸) اگر نمازی بحالتِ نماز سانپ یا بچھو دیکھے تو اسے مار سکتا ہے۔ اگر عمل قلیل سے مار دیا تو نماز نہ ٹوٹے گی اور اگر اس کے لئے کعبہ سے سینہ پھر گیا یا متواتر تین قدم چلنا پڑا یا تین چوٹیں مارنی پڑیں تو نماز ٹوٹ جائے گی دوبارہ پڑھنی پڑے گی البتہ وہ شخص نماز توڑنے کا گنہگار نہ ہوگا۔

(۳۹) ایک اندازے کے مطابق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً پانچ سو جمعے پڑھے ہیں اس لئے کہ جمعہ بعد ہجرت شروع ہوا جس کے دس سال آپ

کی حیاتِ ظاہری اس عرصہ میں اتنے ہی جمعے ہوتے ہیں۔

(۴۰) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الفطر کبھی نہیں چھوڑی۔ بقرعید حج میں چھوڑی کیونکہ حاجی پر نماز بقرعید نہیں ہے۔

(۴۱) مسلمان کا ایک سجدہ فرشتوں کی بہت سی عبادتوں سے افضل ہے کیونکہ فرشتوں کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں اور مومنوں کے لئے بہت سی رکاوٹیں ہیں۔

(۴۲) حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تک زمین والوں کا قبلہ کعبۃ اللہ رہا مگر موسیٰ علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک بیت المقدس قبلہ بنا۔ مگر یہودیوں نے اس کا مغربی حصہ اور عیسائیوں نے مشرقی حصہ اختیار کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطائے نبوت کے بعد اور معراج سے پہلے جو سجدے سجود کئے وہ بیت اللہ کی ہی طرف۔ شبِ معراج میں جب بیت المقدس میں تمام انبیاء کی امامت فرمائی تو یہ نماز بیت المقدس کی طرف ہوئی۔ معراج کے بعد جب تک مکہ معظّمہ میں قیام رہا بیت المقدس کی طرف اس طرح رخ اقدس کرتے کہ کعبہ بھی سامنے آجاتا۔ مدینہ منورہ پہنچ کر اس طرح دو قبلوں کا احتجاج نہ ممکن تھا لہٰذا بیت المقدس کی طرف نماز ہوتی رہی۔ مگر سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی لگن تھی کہ ہمارا قبلہ کعبہ ہو چنانچہ ہجرت سے ایک سال ساڑھے پانچ ماہ بعد پندرہ رجب پیر کے دن مسجد بنی سلمہ میں

مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے ظہر کے فرض کی دو رکعتیں بیت المقدس کی طرف ہو چکی تھیں کہ عین نماز کی حالت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اللہ کا حکم سنایا اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سمیت کعبہ کی طرف رخ کرلیا۔ یہ نماز نمازِ قبلتین ہوئی اور مسجد بنی سلمہ جامع قبلتین کہلائی۔ یہ مسجد اب تک موجود ہے اور اس کا یہی نام ہے۔ اس میں شمالاً و جنوباً دو محرابیں بھی ہیں۔ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وسلم کا لقب مبارک نبی القبلتین ہے۔

(۴۳) لیٹ کر نماز پڑھنے والا کعبہ شریف کی طرف پاؤں کرے اور تکیہ پر سر رکھے تاکہ اس کا منہ کعبہ کی طرف ہوجائے کیونکہ لیٹ کر نماز پڑھتے وقت ،میت کو غسل دیتے وقت اور میت کو مشرقی قبرستان کی طرف لے جاتے وقت کعبہ کو پاؤں کردینا جائز ہے۔

(۴۴) چار صورتوں میں غیر قبلہ کی طرف نماز ہوجاتی ہے: ایک، نمازی جنگل یا اندھیرے میں ہو اور سمتِ قبلہ کا پتہ نہ لگے اس صورت میں جدھر دل گواہی دے اُدھر ہی پڑھ لے۔ دو، مسافر سواری پر نفل پڑھے تو نیت کے وقت کعبہ کو رخ کرے پھر جدھر بھی رخ ہوجائے نماز پڑھتا رہے۔ تین، سخت جنگ کی

حالت میں جب کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا موقع نہ ملے۔ چار، لشکر کے بھاگنے کے وقت کہ جب خدانخواستہ اسلامی لشکر شکست کھا کر بھاگ رہا ہو اور نماز کا وقت آجائے۔

(۴۵) جس شخص کے ہاتھ اور پاؤں نہ ہوں اس پر وضو کے فقط دو ہی فرض ہیں منہ دھونا اور سر کا مسح کرنا۔

(۴۶) خودکشی کرنے والے پر نمازِ جنازہ پڑھی جائے ہاں اپنے ماں باپ کے قاتل پر نمازِ جنازہ نہ پڑھو ویسے ہی دفن کردو۔

(۴۷) ایک بار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے گھر صحابہ کرام کی دعوت تھی کھانے کے بعد شراب کا دور چلا اتنے میں مغرب کی نماز کا وقت آگیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ امام بنے (روح المعانی) آپ نے نماز میں سورۂ کافرون پڑھی مگر نشے کی حالت میں ہر جگہ لا بھول گئے یعنی لا اعبد کی جگہ اعبد ماتعبدون پڑھ گئے تب قرآن کی وہ آیت اتری جس کا ترجمہ ہے کہ ”نشے کی حالت میں نماز کے قریب مت جاؤ“۔ اس کے بعد شراب کا استعمال کم ہوگیا۔ لوگ یا تو عشاء کے بعد پیتے تھے یا فجر کے بعد کیونکہ ظہر سے عشاء تک لگاتار نمازوں کی وجہ سے اُنھیں شراب پینے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ پھر عتبان ابن مالک نے کچھ لوگوں کی دعوت کی جس میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ کھانے

کے بعد شراب کا دور چلا نشے میں یہ لوگ آپس میں لڑ پڑے اور زخمی ہو گئے یہ مقدمہ بارگاہِ نبوی میں پیش ہوا۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی کہ مولا شراب کے متعلق پورا بیان نازل فرما۔تب وحی الٰہی اتری اور شراب قطعاً حرام کردی گئی۔

(۴۸) حدیث شریف میں ہے کہ جمعہ کی شب میں اپنی بیوی سے جماع کرنے والے کو دو ثواب ملتے ہیں ایک اپنے غسل کا اور دوسرا بیوی کے غسل کا۔

(۴۹) نماز کی بہت قسمیں ہیں: ایک، نمازِ پنجگانہ۔دو، نمازِ جمعہ۔تین ،وتر۔چار،عیدین۔پانچ، نمازِ سنت۔چھ،نمازِ منت۔سات،نمازِ نفل۔پھر نفل نماز کی بہت سی قسمیں ہیں۔ایک،تحیۃ المسجد۔دو، تحیۃ الوضو۔تین ،نمازِ اشراق۔چار،نمازِ چاشت۔پانچ ،نمازِ سفر۔چھ،نمازِ واپسی۔سات،نمازِ استخارہ۔آٹھ، صلوٰۃ التسبیح۔نو،نمازِ حاجت۔دس،نمازِ اوّابین۔گیارہ، صلوٰۃ الاسرار یعنی نمازِ غوثیہ۔بارہ،نمازِ توبہ۔تیرہ،نمازِ غائب۔چودہ ، نمازِ تراویح۔پندرہ، نمازِ قضا عمری۔سولہ ،نمازِ کسوف وخسوف۔سترہ ، نمازِ استسقاء۔اٹھارہ،نمازِ تہجد۔

(۵۰) مخدوم ملت شیخ مینا لکھنوی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ صوفی کو ایک کروٹ سے دوسری کروٹ بدلنا بغیر وضو کے حرام ہے کہ اگر جان اسی وقت نکل جائے تو

روح جسم سے بے وضو کے نکلے گی۔

(۵۱) ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام دریا کے کنارے کنارے جا رہے تھے کہ آپ کی نظر ایک سفید نورانی رنگ کے جانور پر پڑی۔آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ وہ جانور دریا کی کیچڑ میں لوٹ پوٹ رہا ہے جس سے اس کا بدن میلا ہو جاتا ہے۔پھر وہ جانور وہاں سے نکل کر دریا میں نہاتا ہے جس سے وہ پھر سے اجلا ہو جاتا ہے۔یہی عمل اس جانور نے پانچ بار کیا۔حضرت روح اللہ علیہ السلام کو جانور کی اس حرکت پر تعجب ہوا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو حیرت میں دیکھ کر عرض کیا اے اللہ کے نبی یہ جانور جو آپ کو دکھایا گیا ہے یہ امتِ محمدیہ کے نمازیوں کی مثال ہے اور یہ دریا ان کے نمازوں کی مثال ہے۔یہ کیچڑ میں لوٹنا ان کے گناہوں کی مثال ہے۔جس طرح یہ جانور کیچڑ میں لوٹا اور نہا کر پاک وصاف ہو گیا اسی طرح امتِ محمدیہ کے گنہگاران پانچ نمازوں کے سبب اپنے گناہوں سے پاک وصاف ہو جائیں گے۔(نزہۃ المجالس)

(وما علینا الا البلاغ)

بَیانِ مَعرُوف

عرفانی بیانوں کی ویڈیو (VCD) کیسٹیں

- ۱۔ تصوف
- ۲۔ معرفت
- ۳۔ سفرِ باطن (اول)
- ۴۔ سفرِ باطن (دوم)
- ۵۔ نور و ظلمات
- ۶۔ طالبِ مولیٰ
- ۷۔ شبِ معراج
- ۸۔ گنجِ مخفی
- ۹۔ بیعتِ حقیقی
- ۱۰۔ تخلیقِ آدم (اول)
- ۱۱۔ تخلیقِ آدم (دوم)
- ۱۲۔ تخلیقِ آدم (سوم)
- ۱۳۔ رازِ محمدی
- ۱۴۔ فنا بقا
- ۱۵۔ صوتِ سرمدی

- بارِ امانت
- مرید
- رازِ "ھو"
- رازِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
- شرکِ خفی
- مقامِ اخفیٰ
- علمِ حق
- راز و نیاز
- طالبِ حقیقی
- ظاہر و باطن
- نفس و روح

خوشخبری!

عرفانی کلاموں کا مجموعہ پیمانۂ معروف (ہندی)

اور "Enlightenment in Life" (انگلش)

بہت ہی جلد منظرِ عام پر آ رہی ہیں۔